قدیم نسخہ کی ۱۴۰ سال بعد اوّلین تحقیقی اشاعت

آفتابِ محمّدی (حصہ اول)

۱۳۰۰ھ

عمدۃ المناظرین زبدۃ المباحثین عالمِ معقول و منقول ماہرِ فرع و اصول

علامہ فقیر محمد جہلمی

(مالک سراج الاخبار، جہلم و مصنّفِ حدائق الحنفیہ)

تحقیق، تخریج و تحشیہ

خرم محمود سرسالوی

ناشر

جمعیّت اشاعت اہلسنّت (پاکستان)

جملہ حقوق بحق محقّق، مخرّج وادارہ محفوظ ہیں۔

نام کتاب	:	آفتابِ محمدی (حصہ اوّل)
تصنیف	:	مولانا فقیر محمد جہلمی عَلَیْهِ الرَّحْمَه
تحقیق، تخریج وتحشیہ	:	خرم محمود سرسالوی
صفحات	:	104
تعدادِ اشاعت	:	4300
اشاعتِ اوّل	:	۱۳۰۰ھ، مطبع محمدی-لاہور
دوسرا ایڈیشن	:	جمادی الاوّل ۱۴۴۰ھ۔ فروری ۲۰۱۹ء
اشاعت نمبر	:	298
ناشر	:	جمعیتِ اشاعت اہلسنّت

نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی

فون:021-32439799

خوشخبری: یہ رسالہ www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

فہرستِ مضامین

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
1	اہدا	10
2	انتساب	11
3	حرفِ حکایت	12
4	آفتابِ محمدی پر ہونے والا کام	15
5	آفتابِ محمدی کے مصادر و منابع	18
6	دبیرِ اہلِ سنت مولانا فقیر محمد جہلمی حیات و خدمات از: محمد ثاقب رضا قادری	21
7	پیشِ لفظ از: شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی	42
8	قدیم نسخہ کا عکس	44
9	آغازِ کتاب	47
10	پہلی آیت	48
11	دوسری آیت	48
12	پہلی حدیث	48
13	دوسری حدیث	49
14	تیسری حدیث	50
15	چوتھی حدیث	50
16	پانچویں حدیث	50
17	چھٹی حدیث	51

18	ساتویں حدیث	52
19	آٹھویں حدیث	52
20	نویں حدیث	53
21	دسویں حدیث	53
22	گیارہویں حدیث	53
23	بارہویں حدیث	54
24	تیرہویں حدیث	54
25	[سوال]	57
26	جواب	57
27	قولہ	61
28	جواب	61
29	اوّل	62
30	دُوُم	63
31	قولہ	64
32	جواب	64
33	پہلی آیت	65
34	دوسری آیت	65
35	تیسری آیت	65
36	چوتھی آیت	66
37	قولہ	67

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

38	جواب	67
39	قولہ	69
40	جواب	69
41	قولہ	71
42	جواب	71
43	قولہ	72
44	جواب	72
45	اوّل	72
46	دُوُم	73
47	سوُم	75
48	قولہ	76
49	جواب	76
50	قولہ	77
51	پہلی آیت	77
52	جواب	78
53	قولہ	79
54	دوسری آیت	79
55	تیسری آیت	80
56	جواب	80
57	قولہ	82

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

58	پہلی حدیث	82
59	دوسری حدیث	82
60	تیسری حدیث	82
61	جواب	82
62	[پہلی حدیث کا مطلب]	84
63	[دوسری حدیث کا مطلب]	85
64	[تیسری حدیث کا مطلب]	85
65	[قولہ]	85
66	جواب	86
67	قولہ	88
68	جواب	89
69	اوّل	92
70	دُوُم	92
71	سِوُم	93
72	[قولہ]	94
73	جواب	94
74	قولہ	98
75	پہلی نظیر	98
76	جواب	98
77	قولہ	99

78	دوسری نظیر	99
79	جواب	99
80	قولہ	99
81	جواب	100
82	اوّل	101
83	دُوُم	101
84	سوُم	101
	آفتاب محمدی (حصہ دوم)	
	پیش لفظ	105
85	مسئلہ آمین	106
86	قولہ	106
87	جواب	106
88	قولہ	109
89	جواب	109
90	اوّل	110
91	دُوُم	113
92	قولہ	114
93	جواب	115
94	قولہ	117
95	دُوُم	117

96	جواب	117
97	قولہ	119
98	اوّل	119
99	دُوُم	119
100	جواب	119
101	قولہ	122
102	جواب	122
103	قولہ	128
104	جواب	128
105	قولہ	130
106	جواب	130
107	قولہ	132
108	جواب	132
109	قولہ	134
110	جواب	134
111	قولہ	136
112	جواب	137
113	قولہ	138
114	جواب	138
115	قولہ	141

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

116	جواب	141
117	قولہ	150
118	جواب	150
119	قولہ	152
120	جواب	152
121	قولہ	153
122	جواب	153
123	قولہ	155
124	جواب	155
125	قولہ	155
126	جواب	155
127	قولہ	156
128	جواب	156
129	قولہ	157
130	جواب	158
131	قولہ	158
132	جواب	158
133	**ماخذومراجع**	165
134	**صمصامِ قادری وسنانِ بغدادی** (مناظرۂ سیالکوٹ)	172

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

اہداء

بحضور

گم کردہ راہوں کو راہ دکھانے والے

شمع علم سے جہالت کے اندھیرے مٹانے والے

اغیار کے دیوانوں کو راہِ سنت پہ لانے والے

بے نمازیوں کو تہجد گزار بنانے والے

میری مراد

سیّدی ومرشدی، امیرِ اہلِ سنّت

حضرت علامہ مولانا ابوبلال محمد الیاس عطّار قادری رضوی ضیائی

مُدَّظِلُّہُ الْعَالِی

ہیں۔

تم سلامت رہو ہزار برس

ہر برس کے ہوں دن پچاس ہزار

گر قبول افتد زہے عزّ وشرف

خرم محمود

انتساب

تحفّظِ عقیدۂ ختمِ نبوّت کے لئے جدوجہد کرنے والے

ہر ایک محافظ و مجاہد

بالخصوص

استاذِ مطلق علامہ فضلِ حق خیر آبادی

سیف اللہ المسلول شاہ فضلِ رسول بدایونی

امامِ اہلِ سنت مولانا شاہ احمد رضا خان حنفی قادری

اور

دبیرِ اہلِ سنت مولانا فقیر محمد جہلمی رَحمَۃُاللہِ تَعَالٰی عَلَیْھِم

کے نام

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

حرفِ حکایت

فقیر محمد جہلمی عَلَیْہِ الرَّحْمَہ اہلِ سنت کے ممتاز عالمِ دین، صاحبِ طرز ادیب، مصنّف، مترجم، موئرّخ، صحافی، طابع و ناشر، محقّق وناقد اور کئی نمایاں اوصاف کی حامل شخصیّت تھے۔ آپ عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کے قلم سے قریباً درجن بھر کتب یاد گار ہیں، جن میں سے ایک ''آفتابِ محمدی'' بھی ہے۔

یہ کتاب دراصل مولوی محمد اسماعیل دہلوی کے کچھ دفاع کاروں کے نقد و تبصرہ اور ردّ پر لکھی گئی ہے۔ ہوا یوں کہ سیالکوٹ میں وہابیہ کے سرکردہ مولویوں سے قطبِ لاہور مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا فیض الدین بغدادی کا مناظرہ ہوا۔ موضوعِ بحث اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارات مندرجہ ''تقویۃ الایمان'' تھیں۔ اس مناظرہ میں وہابیہ کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مولانا بھیروی و بغدادی نے لوگوں کو حقیقتِ حال سے متعارف کرانے کے لئے بنام ''صمصام قادری وسنان بغدادی'' اس مناظرہ کی رُوداد مرتّب کیں۔ وہابیہ نے اس کے جواب میں رسالہ ''ستارۂ محمدی'' شائع کیا، اہلِ سنت کی طرف سے جس کا جواب رسالہ ''نیّرِ اعظم فی تفضیل رسول الاکرم'' لکھ کر دیا گیا۔ وہابیہ نے رسالہ ''ستارۂ محمدی'' کے دفاع اور ''صمصام قادری وسنان بغدادی'' کے جواب میں رسالہ ''شہاب ثاقب'' لکھا ، جس کا جواب قطبِ لاہور مولانا غلام قادر بھیروی نے ''شمس الضحیٰ فی مدح خیر الوریٰ'' لکھ کر دیا۔ لیکن ''شہاب ثاقب'' میں جس طرح ائمۂ دین و علمائے اہلِ سنت و جماعت کی عبارات کو توڑ موڑ کر اپنے اختراعی عقائد و نظریات کی صفائی میں پیش کرنے کی سعیٔ لاحاصل اور جی بھر کر تحریف اور دروغ گوئی کی گئی تھی۔ مولانا فقیر محمد جہلمی جیسے محقّق وناقد سے یہ صریح اتّہامات اور دروغ گوئیاں برداشت نہ ہوئیں، لہٰذا آپ نے وہابیہ کے دونوں رسائل ''ستارۂ محمدی'' اور ''شہاب ثاقب'' کے جواب میں اور قطبِ لاہور مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا بغدادی کی کتاب ''صمصام قادری وسنان بغدادی'' کی تائید میں یہ رسالہ ''آفتاب محمدی'' تحریر فرمایا۔

مولانا جہلمی نے "آفتابِ محمدی" میں ایسا زبردست تعاقب فرمایا کہ مخالفین کو مسکوت کر کے رکھ دیا۔ آپ نے اوّلاً فتنوں کی جڑ کتاب "تقویۃ الایمان" - کہ جس نے برِ عظیم کے مسلمانوں کو افتراق و انتشار میں ڈالا - کا ردّ فرمایا اور پھر اس کے بعد اس کے دفاع میں آنے والوں کا ردّ اس خوبصورت انداز میں فرمایا کہ باوجود زبان کی قدامت کے مصنّف کا اندازِ نگارش، طرزِ تحریر قاری کو ایسا اپنے سحر میں لیتا ہے کہ پڑھنے والے کے پاس کتاب کو ختم کئے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا۔

اور اس پر مستزاد عربی، فارسی اور اردو اشعار، مقولات و امثال کے برجستہ و بروقت استعمال پر بے اختیار قاری کی زبان سے مصنّف کے لئے دعائیں اور تحسین و آفریں کے کلمات نکلتے ہیں۔

اے اللہ! ان کی قبر پر رحمت و رضوان کی بارش فرما، ان کے جذبۂ احقاقِ حق و ابطالِ باطل میں سے کچھ حصہ ہمیں بھی عطا فرما۔ آمین

رسالہ "آفتابِ محمدی" مطبع محمدی - لاہور سے ۱۳۰۰ھ میں شائع ہوا تھا۔ یعنی، اب سے تقریباً ایک سو چالیس /140 سال پہلے۔ کل صفحات باون /52 تھے اور سائز تقریباً A4۔

یہ کتاب چند دن پہلے پی ڈی ایف کے مشہور کھلاڑی محترم محمد طارق لاہوری صاحب نے شئیر کی تھی، مطالعہ کیا تو من کو اس قدر بھا گئی کہ میں نے اُسی وقت اس سے دوسروں کے من کو بھی بھانے کا فیصلہ کر لیا۔

کتاب کی سائیڈ زیر موجود چند مقامات پی ڈی ایف سے سمجھ میں نہیں آ رہے تھے، ایسے مقامات محترم محمد ابرار عطاری صاحب آف لاہور کے پاس موجود نسخہ سے حل کئے گئے ہیں۔

کتاب کی کچھ کمپوزنگ کے لئے میں نے برادرم مفتی مہتاب احمد رضوی نعیمی کے ذریعے ان کی اہلیہ، محترمہ امِّ محمد صاحبہ کو زحمت دی۔

اور کتاب میں موجود فارسی عبارات کی تصحیح و ترجمہ میں عزیز دوست محترم محمد سیف اللہ ہزاروی صاحب نے معاونت فرمائی۔

اس تعاون پر مذکورہ تمامی حضرات کا انتہائی سپاس گزار ہوں۔

شیخ الحدیث حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی مدّ ظلّہ العالی نے کتاب پر پیشِ لفظ لکھ کر حوصلہ افزائی فرمائی اور ادارہ جمعیت اشاعت اہل سنت واراکینِ ادارہ – جن کے ذریعہ یہ کتاب شائع ہو کر آپ قارئین کے مطالعہ کی میز کی زینت بن رہی ہے – کا بھی تہہ دل سے مشکور ہوں۔

مجھے دعویٔ کمال نہیں، غلطی کا امکان صد فی صد باقی ہے۔ قارئیں کہیں کسی طرح کی بھی غلطی پائیں تو مطّلع فرمائیں کہ باذوق اہلِ علم قارئین کے یہی شایاں ہے، واقعی غلطی پر شکریہ کے ساتھ رجوع کرنے والا پائیں گئے۔ کوشش یہ رہی کہ کتاب پر کام اصول وطریقہ کار کے مطابق کیا جائے، اس میں ہم کہاں تک کامیاب ہوئے اس کا فیصلہ آپ قارئین فرمائیں گئے۔

حریصِ تراثِ اسلاف

آپ کا اپنا

خرم محمود

[۴ربیع الاوّل۱۴۳۹ھ / 22نومبر2017ء]

(موبائل نمبر:0311-3138106)

(ای میل:tanish2641@gmail.com)

”آفتابِ محمدی“ پرہونے والا کام

(۱)... آیات مبارکہ کی تخریج کی ہے۔

(۲)... آیات مبارکہ کو منقش بریکٹ ﴿۔۔۔﴾ میں درج کیا ہے۔

(۳)... بعض مقامات پر آیات کا ترجمہ نہیں تھا، وہ کنزالایمان سے دیا ہے۔

(۴)... احادیثِ مبارکہ اوریوں ہی دیگر عربی وفارسی عبارات کی تخریج کی ہے۔

تخریج کے حوالے سے چند امور ذکر کرنا ضروری ہیں:

☆ تخریج میں وہ کتب جن کا کتاب، باب اور رقم ہی ذکر کرنا مروّج ہے، مثلاً: صحاح ستہ، تو ان کے کتاب، باب اور رقم پر ہی اکتفا کیا ہے۔ اور بقیہ کا جلد وصفحہ بھی لکھا ہے، جب کہ بقیہ تفصیل یعنی، مصنّف، محقّق وناشر وغیرہم فہرستِ ماخذ ومراجع میں ذکر کی ہے۔

☆ احادیث، دیگر عربی وفارسی عبارات کے اندراج میں اغلاط تھی، جنہیں اصل سے مراجعت کے بعد درست کر دیا گیا ہے۔

☆ قدیم طرز کے مطابق مصنّف کی تخریج کتاب کی سائیڈز پر تھی، جسے نیچے حاشیہ میں درج کر دیا گیا ہے۔

☆ کتاب کی تخریج میں مصنّف کے ذکر کردہ مصادر ومراجع تک ہمیں ننانوے فی صد کامیابی ہوئی ہے، البتہ چند کتابیں ایسی بھی ہیں جن تک ہماری رسائی نہیں ہو سکی۔

(۵)... قدیم طرز کے مطابق پوری کتاب ایک مضمون کی سی صورت میں شروع ہو کر ختم ہو جاتی تھی، ہم نے پیراگرافنگ وغیرہ پر خصوصی توجہ دی ہے۔

(۶)... کتاب میں اکثر مقامات پر پورے درودِ پاک کے بجائے صلعم وغیرہ جیسے الفاظ لکھے تھے (یا دُرودِ پاک لکھا ہی نہیں گیا تھا) اور یہی صورت حال مقاماتِ ترضیہ و ترحیم پر بھی تھی ہم نے وہاں مکمّل دُرودِ پاک اور الفاظِ ترضیہ و ترحیم لکھے ہیں اور اس کا فاؤنٹ عربی رکھا ہے۔

(۷)... رموز واوقاف کا خاص اہتمام کیا ہے۔

(۸)... قدیم رسم الخط کو جدید سے بدل دیا ہے۔ مثلاً: ”اون“ کو ”اُن“ سے، ”

اوس" کو" اُس" سے۔یوں ہی قدیماً کچھ الفاظ مرکّب لکھے جاتے تھے ، مگر اب علاحدہ علاحدہ لکھے جاتے ہیں۔مثلاً:"اوسکی" کو" اُس کی" سے ، "کیلئے" کو" کے لئے" سے وغیرہ وغیرہ۔

(۹)... مصنّف کی طرف سے ذکر کردہ تخریج قدیم طرز کے مطابق محوّلا بالا کتاب کی اوپر نمبر دے کر درج کی گئی تھی ،اسے جدید طرز پر کر دیا ہے۔یعنی، یہ نمبرنگ اب جہاں تک محوّلہ بالا کتاب کی عبارت ہے،وہاں آخر میں لگادی گئی ہے۔

(۱۰)... بعض مقامات پر حاشیہ بھی لگایاہے اوراکثر حواشی امامِ اہلِ سنت مولاناشاہ امام احمد رضاخان حنفی قادری اور حضرت علامہ مولانا مفتی محمد غلام دستگیر ہاشمی محدّثِ قصوری رَحِمَہُمَااللّٰہُ تَعَالٰی کی کتب سے منقول ہیں۔

(۱۱)... بعض مقامات پر ہیڈ نگز لگائی ہیں۔

(۱۲)... مشکل الفاظ پر اعراب کا اہتمام کیا ہے۔

(۱۳)... عربی عبارات پر اعراب کا اہتمام بھی کیا ہے۔

(۱۴)... کتاب میں بہت سے مقامات پر مصنّف نے کتب کی طرف مراجعت کا فرمایا ہے۔مثلاً یہ کہ اس موضوع پر اس اس کتاب کا مطالعہ کریں وغیرہ وغیرہ۔ایسی تقریباً تمامی کتب کا مختصر تعارف ہم نے حاشیہ میں کرادیا ہے،چوں کہ یہ کتب یاتو نایاب ہیں یاحال میں ہی زیورِ طباعت سے آراستہ ہوئی ہیں۔

(۱۵)... کتاب کے شروع میں مصنّف کے حالات بھی شامل کئے گئے ہیں۔(یہ حالات محترم محمد ثاقب رضا قادری صاحب نے لکھے تھے جو موصوف کی کتاب "ردِّ قادیانیّت اور سنّی صحافت" جلد اوّل میں موجود ہیں۔ موصوف کی اجازت سے اس کتاب میں شامل کئے گئے ہیں، جس کے لئے ہم موصوف کے شکر گزار ہیں۔)

(۱۶)... کتاب کے شروع میں فہرستِ مضامین دی ہے۔

(۱۷)... کتاب کے آخر میں "ماخذومراجع" کی فہرست بھی درج کی ہے۔

نوٹ:

۱)...واضح رہے کہ متنِ کتاب یا نیچے حاشیہ میں ہم نے جو بھی کہیں اضافہ ، تخریج، حاشیہ وغیرہ لگایا ہے اُسے ایک خاص بریکٹ[...]میں رکھا ہے، اس سے باہر جو کچھ ہے وہ مصنّف کا ہے اور اس بریکٹ[...]کے اندر جو کچھ ہے، وہ مخرّج کی طرف سے ہے۔

۲)...کتابِ ہذا کے آخر میں ''صمصام قادری و سنان بغدادی''(رُودادِ مناظرۂ سیالکوٹ) بھی شامل کر دیا گیا ہے۔یہ رُوداداوّلاً غالباً ۱۲۸۳ھ میں شائع ہوئیں تھیں اور پھر بعد میں ۱۳۰۰ھ میں شائع ہونے والی قطبِ لاہور مولانا غلام قادر بھیروی علیہ الرحمہ کی کتاب ''شمس الضحی فی مدح خیر الوری'' کے آخر میں صفحہ ۳۸تا۴۰ شاملِ اشاعت کی گئیں تھیں، وہیں سے اب جدید رنگ و اہنگ میں پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔

آفتابِ محمدی کے مصادرو منابع

1- قرآن پاک
2- فتح الرحمن
3- تفسیرِ بیضاوی
4- تفسیرِ کبیر
5- تفسیرِ ابو سعود
6- تفسیرِ حسینی
7- تفسیرِ عباسی (تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس)
8- معالم التنزيل في تفسير القرآن/تفسير البغوي
9- تفسیرِ مدارک (مدارک التنزيل و حقائق التأويل)
10- تفسیرِ احمدی (التفسیرات الاحمدیة فی بیان الآیات الشرعیة)
11- تفسیرِ جلالین
12- حاشیہ بیضاوی مولوی عبدالحکیم سیالکوٹی
13- عصام حاشیہ تفسیر بیضاوی
14- صحیح بخاری
15- صحیح مسلم
16- ابو داؤد
17- ابن ماجہ
18- مؤطاامام محمد
19- مسندِ امامِ اعظم / مسندِ خوارزمی
20- مسندِ امام اعظم (مسند أبي حنيفة رواية الحصكفي)
21- ترجمہ مشارق الانوار
22- حصن حصین مطبوعہ نول کشور
23- مشکوۃ المصابیح
24- مرقاۃ شرح مشکوۃ
25- مسوّیٰ شرح مؤطاامام مالک
26- قسطلانی شرح صحیح البخاری
27- اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ
28- مجمع البحار
29- شرح سفر السعادت
30- حرز الثمین شرح حصن حصین (الحرز الثمين للحصن الحصين)
31- منتہی المقال فی شرح حدیث لا تشدّ الرحال

32-رسالہ مصنوع ملا علی قاری (المصنوع في معرفة الحديث الموضوع)

33-تقریب التہذیب

34-شرح وقایہ

35-ہدایہ

36-کنز الدقائق

37-مختصر وقایہ

38-درّ المختار

39-شامی شرح در مختار

40-فتح المسکین شرح قرّۃ العین

41-فتح القدیر

42-بحر الرائق

43-چلپی حاشیہ شرح وقایہ

44-عینی شرح کنز (شرح العینی علی کنز الدقائق المسمی به رمز الحقائق)

45-نور الہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ

46-عقود الجواهر المنيفة

47-غایۃ الاوطار ترجمہ در مختار

48-شرح وہبانیہ

49-فتاویٰ قاضی خان

50-منتخلص حاشیہ کنز

51-كتاب الميزان

52-اصولِ شاشی: مطبوعہ ہوپ پریس-لاہور

53-مدارج النبوت

54-بوارقِ محمدیہ ردِّ کتاب تقویۃ الایمان

55-بحر الحقیقت

56-فصل الخطاب بين السني و بين احزابِ عدوِّ الوهاب

57-شرح فقہ اکبر (منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر)

58-معتمد المعتقد مشہور بہ عقائدِ تورپشتی

59-نصرۃ المجتہدین بردّ ہفوات غیر المقلّدین

60-فتح المبین فی کشف مکائد غیر المقلّدین

61-صمصام قادری وسنان بغدادی

62- ستارۂ محمدی

63-نیّرِ اعظم فی تفضیل رسول الاکرم

64-یوسف زلیخا

65-فوائد الفؤاد

66-ہدیہ حرمین

67-سراج السلام فی دفع خدشات۔۔۔الظلام، مطبوعہ ۱۲۸۵ہجری

68-مکتوباتِ منیری

69-مکتوباتِ امام ربانی

70-فیوض الحرمین

71-دراسات اللبیب

72-حدائق الحنفیہ

73-غیاث اللغات

74-منتخب اللغات

75-ظفر المبین

76-شہاب ثاقب

77- تحقیق الکلام

78-تقویۃ الایمان

79-ایضاح الحق

80-صراط المستقیم

81-رسالہ امامت

جمعیت اشاعت اہلسنت پاکستان

دبیر اہلِ سنت مولانا فقیر محمد جہلمی
حیات و خدمات

(مالک سراج الاخبار، جہلم)

محمد ثاقب رضا قادری (لاہور-پاکستان)

مولانا فقیر محمد جہلمی عَلَیْه الرَّحْمَه اہلِ سنت کے ممتاز عالمِ دین، صاحبِ طرز ادیب، مصنّف، مترجم اور مؤرّخ تھے۔ آپ کی شخصیت کا ایک اور اہم پہلو اردو صحافت ہے، جس کی ترویج و ترقی کے لیے آپ تاحیات کمربستہ رہے۔ آپ نے اردو صحافت کے ذریعے نہ صرف ملک و ملت کی بھرپور خدمت کی، بلکہ مذہب و مسلک کی ترویج و اشاعت اور احقاقِ حق و ابطالِ باطل کا فریضہ بھی خوب نبھایا۔ پیشِ نظر مضمون میں آپ کی شخصیت کے چند اہم پہلوؤں کو متعارف کروانا مقصود ہے، لیکن اس سے قبل مولانا کے شخصی کوائف کا اجمالی ذکر کرنا ضروری ہے۔ چناں چہ مولانا اپنی خود نوشت میں لکھتے ہیں:

"راقم یعنی فقیر محمد بن حافظ محمد سفارش بقرینۂ غالب ۱۲۶۰ھ / ۱۸۴۴ء میں موضع چتن میں-جو شہرِ جہلم سے دو میل کے فاصلہ پر بجانبِ غرب واقع ہے-پنج شنبہ کے روز رات کے وقت پیدا ہوا۔ جب چھ سات سال کا ہوا تو پڑھنے پر بٹھایا گیا اور قرآن شریف کے ختم کے بعد کتبِ فارسیہ میں مشغول ہوا اور موضع ٹالیانوالہ میں-جو چتن سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے-میاں قطب الدین مرحوم سے پڑھنے جاتا، لیکن اکثر روز راستہ میں ہی موضع جادہ میں اپنے ماموں حافظ فتح علی مرحوم کے پاس رہ جاتا اور اپنے ماموں زاد میاں غلام محمد مرحوم سے بھی-جو ایک ذہین و مستعد صاحبِ علم تھے-استفادہ کرتا۔ اسی اثنا میں فقیہ اجل عالم بے بدل مولوی نور احمد صاحب تلمیذ فقیہ فاضل محدّث کامل مولوی رحمت اللہ صاحب کیرانوی مصنّف "ازالۃ الاوہام" و "اعجاز عیسوی" و "اظہار الحق" وغیرہ حال نزیل و مدرّس مکہ معظمہ جب لاہور سے مراجعت فرما کر اپنے وطن مالوفہ موضع کھائی کوٹلی میں-جو جہلم سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے-سکونت پذیر ہوئے تو یہ احقر بھی ان کے درس میں-جو اس وقت علاقہ جہلم میں کیا، بلکہ

کل پنجاب میں ایک بے نظیر گنا جاتا تھا-حاضر ہوا اور کئی سال ان کی خدمت میں صرف، نحو، فقہ و دیگر علوم کی ابتدائی کتابوں کو سبقاً سبقاً پڑھا۔ بعد ازاں راول پنڈی چلا گیا، جہاں پہلے مولوی عبدالکریم صاحب حال مفتی شاہ پور سے -جو کچھ دنوں کے لیے وہاں وارد تھے- منطق شروع کی اور ان کے وہاں سے چلے جانے پر مولوی محمد حسن صاحب فیروزوالہ سے -جو وہاں بہ تلاش روزگار تشریف لائے ہوئے تھے -پڑھنا شروع کیا، انہی دنوں ۱۲۷۶ھ میں دہلی کا ارادہ کیا اور ایک فوج کے ساتھ -جو کانپور کو جاتی تھی- دہلی میں پہنچا۔ پہلے پہل پنجابی کٹرہ میں مولوی نذیر حسین صاحب کے درس میں حاضر ہوا، مگر انہوں نے یہ عذر کر کے کہ ہم معقولات نہیں پڑھا سکتے، مولوی محمد شاہ صاحب مصنّف "مدارالحق" کے سپرد کر دیا، لیکن کچھ ہی دنوں کے بعد بستی نظام الدین اولیاء میں جناب صدرالافاضل اعزّالماثل مولانا مفتی محمد صدرالدین خاں صاحب صدرالصدور دہلی تلمیذ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث کی خدمت میں چلا گیا، جن کے درس میں تقریباً ڈیڑھ سال رہ کر قراءۃً وسماعاً کتبِ درسیہ متداولہ کا عبور کیا اور اواخر ۱۲۷۷ھ میں وہاں سے مراجعت کر کے اپنے وطن مالوفہ میں آیا، لیکن کچھ عرصہ کے بعد لاہور میں چلا گیا، جہاں فاضل جلیل القدر فقیہ فرید الدہر مولوی کرم الٰہی صاحب (متوفی ۱۲۸۲ھ) سے بھی بہت کچھ استفادہ کیا اور ساتھ ہی اس کے خوش خطی حاصل کرنے کی رغبت پیدا ہو گئی اور "مَنْ جَدَّ فَوَجَدَ" کا مصداق ہو کر مطبع آفتاب پنجاب لاہور میں کتابت کی خدمت پر مقرّر ہو گیا، انہی دنوں میں ۱۲۸۴ھ میں عالم بے نظیر مناظر حسن التقریر مولوی حافظ ولی اللہ لاہوری کی پادری عماد الدین سے امرتسر میں تحریری بحث ہوئی، جس سے مجھ کو بھی تردیدِ عقائدِ نصاریٰ کا شوق پیدا ہوا اور حافظ صاحب مرحوم سے بھی کچھ استفادہ کر کے اس فن میں مہارت پیدا کی... (حدائق الحنفیہ: ۲۲)

جناب خورشید احمد خاں نے خوش نویسی میں آپ کے اساتذہ میں مرزا امام ویردی، صوفی غلام محی الدین وکیل اور میر احمد حسن کاتب دہلوی کا ذکر کیا ہے۔ (ایضاً)

اس کے علاوہ آپ ایک رسالہ "انوارالشمس" کی ادارت بھی کرتے رہے۔ ردِّ

نصاریٰ میں چند مضامین تحریر کیے جو کہ اخبار کوہِ نور(لاہور)اور اخبار منشور محمدی (مدراس)میں شائع ہوئے۔

مولوی محمد الدین فوق ایڈیٹر کشمیری میگزین، لاہور لکھتے ہیں:

"مولوی فقیر محمد صاحب اپنے تمام معاصرین میں سب سے زیادہ تجربہ کار ہیں۔"(اخبار نویسوں کے حالات:۶۱)

مارچ ۱۸۷۵ء کو"آفتاب پنجاب"کے ایڈیٹر مقرّر ہوئے اور نو(۹) سال تک اخبار کی ادارت کے فرائض انجام دیے۔

۲۸ اگست ۱۸۸۶ء کو مولانا فقیر محمد جہلمی صاحب کے بیٹے محمد سراج الدین کا چھ(۶) سال کی عمر میں بعارضۂ تپ محرقہ انتقال ہو گیا، جس سے آپ کو نہایت گہرا صدمہ پہنچا۔ چناں چہ مولانا"سراج الاخبار"میں اس صدمۂ جان کاہ کے متعلق لکھتے ہیں:

"ہم اس سال کے آدھے حصہ سے برابر اپنے لختِ جگر محمد سراج الدین مرحوم کے جاں گداز جگر سوز حادثہ وفات سے ایسے درد و الم میں مبتلا ہیں کہ جس کا اندازہ اس عالم الغیب یا ہمارے دل دردمند کے بغیر کوئی نہیں جانتا۔

ٹکڑے ہوتا ہے جگر جی ہی پر بن جاتی ہے
موت جب اس گل رعنا کی جو یاد آتی ہے

اور باوجودیکہ اس غنچہ دہن اور بلبل ہزار داستان کی دائمی فرقت کو پورے چار ماہ گزر گئے ہیں، مگر غم و الم کا یہ عالم ہے کہ ہنوز روزِ اوّل معلوم ہوتا ہے۔"(سراج الاخبار ۳ جنوری ۱۸۸۷ء صفحہ ۶)

سراج الدین کی موت کے دو سال بعد مولانا کو ایک اور بیٹے کی موت کا صدمہ برداشت کرنا پڑا۔ چناں چہ"سراج الاخبار"مؤرّخہ ۲ جنوری ۱۸۸۸ء میں ہے:

"مولانا فقیر محمد جہلمی صاحب کا ایک بیٹا ۲۷ اپریل ۱۸۸۷ء کو پیدا ہوا، محمد شفیع نام رکھا گیا جو کہ اسی سال ۱۲ نومبر کو فوت ہو گیا۔"

مولانا فقیر محمد جہلمی کا وصال ۲۵ اکتوبر ۱۹۱۶ء بمطابق ۲۷ ذی الحج ۱۳۳۴ھ بہ سبب مرض اسہال بحالت نماز ہوا اور جہلم شہر کے قبرستان میں اپنے بیٹے سراج الدین

کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مولانا کی صاحب زادی محترمہ غلام مریم صاحبہ بیان فرماتی ہیں کہ وفات سے پہلے مولوی صاحب کو بار بار اجابت ہو رہی تھی، مگر وہ ہر بار اجابت کے بعد وضو کرتے، آخر وقت تک کوئی نماز قضا نہیں کی اور فرماتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بے وضو جانا پسند نہیں کرتا۔ (حدائق الحنفیہ: ۲۳)

ہفت روزہ سراج الاخبار، جہلم

"سراج الاخبار" ۵ جنوری ۱۸۸۵ء / ۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۰۲ھ کو پنجاب کے شہر جہلم سے مولانا فقیر محمد جہلمی مؤلّف "حدائق الحنفیہ" نے اپنے ذاتی مطبع سراج المطابع (جہلم) سے جاری کیا، اخبار کی اشاعت ہر دوشنبہ کو ہوتی تھی۔ اخبار کا سائز ۸/ ۲۶×۲۰ اور صفحات آٹھ تھے۔ سالانہ چندہ حکومت سے ۲۰ روپے، والیان ریاست سے بارہ روپے اور عام قارئین سے تین روپے تیرہ آنے تھا۔ ابتدا میں ادارت کی ذمہ داریاں بھی مولانا خود ہی انجام دیتے تھے، بعد ازاں اپنے دوست مولانا کرم الدین دبیر کو یہ ذمہ داری دے دی۔

۱۹۰۶ء سے اخبار دس (۱۰) صفحوں پر چھپنے لگا اور ۱۹۰۹ء سے صفحات کی تعداد بارہ (۱۲) ہو گئی، جس میں سے چھ (۶) صفحات پر صرف خبریں ہوتی تھیں۔ ۱۹۱۶ء میں ایک نامہ نگار کی غلطی پر حکومتِ پنجاب نے پریس ایکٹ کے تحت تین ہزار روپیہ ضمانت داخل کرنے کا نوٹس بھیجا۔ ضمانت داخل نہ ہونے کی وجہ سے اخبار تقریباً چار ماہ بند رہا۔ حکام کی سفارش سے زرِ ضمانت میں تخفیف ہوئی اور اخبار ۵ جون ۱۹۱۶ء کو دوبارہ جاری ہوا۔ جس کے بعد حکومت کے ضمن میں اخبار کا رویہ خوشامدانہ ہو گیا۔

مولانا فقیر محمد جہلمی کی وفات کے بعد اخبار کچھ عرصہ تک بند رہا، یکم جنوری ۱۹۱۷ء سے اہلیہ فقیر محمد نے اسے تیسری بار جاری کیا اور ادارت کی ذمہ داریاں منشی محمد حسن الدین سیالکوٹی کے سپرد ہوئیں۔ (مجلہ تحقیق، لاہور جلد ۲، شمارہ ۱)

اخبار کے اغراض و مقاصد:

۱۔ رعایا کے دُکھ درد کا عرض حال گورنمنٹ کے روبرو مدلّل وجوہات سے پیش کرنا اور گورنمنٹ کو صلاح دینا۔

۲۔ ترقی ملک اور رفاہ قوم کے طریقے اپنے ناظرین اور ملک اور قوم کو بتلانا۔

۳۔ اہلِ حقوق کو اپنے حق پہچاننے کی طرف مائل کرنا اور طرزِ تمدّن اور معاشرت بھی قوم کو بتلانا۔

۴۔ مسئلہ اتفاق اور ہمدردی کے فوائد قوم کے روبرو پیش کرنا۔

۵۔ علاوہ اپنے ملک ہند کے، ممالکِ غیر خصوصاً یورپ کے گوناگوں حالات اور وہاں کی تربیت یافتہ اقوام کے کوائف اور تازہ بتازہ خبریں، واقعاتِ نادرہ وقتاً فوقتاً انگریزی، عربی اور فارسی وغیرہ اخباروں اور انتخاب گورنمنٹ گزٹ پنجاب، تازہ گزٹ انگریزی سے ترجمہ ہو کر درج ہوا کرے گا۔

اخبار کا دستور العمل:

سرورق پر اخبار کا دستور العمل یوں تحریر ہوتا تھا:

ا۔ یہ اخبار ہفتہ وار دوشنبہ کے روز شائع ہوتا ہے جس کی سالانہ قیمت بمد پیشگی گورنمنٹ سے حسب عطیہ والیان ریاست سے ۱۲ عام شائقین سے تین روپے تیرہ آنے ہے اور مابعد دوچند ہے۔ میعاد پیشگی تاریخ خرید سے ۳ماہ تک ہے۔

۲۔ اُجرت مضامین مفید خاص واشتہارات ایک بار کے لیے فی سطر ۲/- ایک بار سے زیادہ کے لیے ا-/ فی کالم ہے۔ فی صفحہ ۱۳/- ہے۔

۳۔ قیمتِ اخبار وغیرہ بذریعہ منی آرڈر یا دستی بھیجنی چاہیے۔

۴۔ جب کسی صاحب کی خدمت میں یہ اخبار بلادرخواست پہنچے تو بصورتِ نامنظوری کارڈ کے ذریعہ سے مطبع کو اطلاع دیں، اخبار واپس نہ کریں؛ کیوں کہ اخبار عرصہ کے بعد مطبع میں واپس آتا ہے اور اس عرصہ تک برابر روانہ ہوتا رہتا ہے۔ دو پرچہ اخبار تک کارڈ نامنظوری کے نہ پہنچنے پر ان کا نام نامی درج رجسٹر خریدران کیا جائے گا۔

۵۔ جو صاحب اخبار کا لینا بند کرانا چاہیں وہ ممانعت کے ساتھ ہی اخبار کی قیمت – جو اس وقت تک ان کے ذمہ ہو – عنایت کریں، ورنہ اخبار بند نہ کیا جائے گا اور قیمت ان کے ذمہ چڑھتی رہے گی۔

۶۔ جو خطوط تقاضا قیمت میعاد پیشگی کے گزرنے پر مطبع سے روانہ ہوں گے، ان کا

خرچ صاحب حساب کے نام درج کیا جائے گا۔

۷۔ جو صاحب کسی بات کا جواب مطبع سے منگانا چاہیں تو اپنی ایسی تحریر جوابی پوسٹ کارڈ پر بھیجیں۔

۸۔ کوئی بے رنگ خط نہیں لیا جائے گا۔

"سراج الاخبار" اپنے مشمولات کی رُو سے ایک مکمّل اخبار تھا اور اپنے عہد کی ضروریات کے عین مطابق تھا، جس کا کریڈٹ بلاریب مالکِ اخبار مولانا فقیر محمد جہلمی صاحب کو جاتا ہے جو کہ اپنے ہم عصروں سے صحافتی میدان میں وسیع تجربہ کا حامل ہونے کی بناپر فوقیت رکھتے تھے۔

ترتیب اخبار میں اکثر غیر ملکی خبروں کو ابتدائی صفحات میں نقل کیا جاتا، علاوہ اس کے ملکی صورتِ حال، واقعات، مقامی خبریں، برقی تار و مراسلات، گورنمنٹ پالیسیز پر ریویوز، قارئین کے خطوط، انتخاب پنجاب گزٹ وغیرہ سب شامل ہوتا۔ بعض اوقات ادبی لطائف و نظمیں بھی شائع ہوتیں۔

مذہبی خبروں میں مختلف اداروں و تنظیموں کے جلسوں کے اشتہارات، جلسوں کی رُوداد، تنقیدی و فکری مقالات، دینی کتب پر تبصرہ، علماء کرام و اہم شخصیات کے وصال پر تاریخی قطعات بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

"سراج الاخبار" کا آغاز ایسے وقت میں ہوا جو کہ برصغیر میں مذہبی لحاظ سے افتراق و انتشار کا دور تھا۔ وہابیت، غیر مقلدیت، نیچریت، دیوبندیت اور قادیانیت / احمدیت / مرزائیت نے قریب قریب اسی عرصہ میں جنم لیا۔ علاوہ اس کے عیسائی مشنریز اور آریہ کی سرگرمیاں بھی اپنے عروج پر تھیں، چناں چہ اخبار نے دین اسلام کے تحفّظ وبقا کی خاطر اپنی مقدور بھر سعی کی اور اپنے عہد کے ہر فتنہ کا بھرپور تعاقب کیا۔ قادیانیت کے تعاقب میں اس اخبار کی خدمات کو سراہتے ہوئے شرفِ اہلِ سنت مولانا عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

"۱۳ ذی الحجہ ۱۳۰۲ھ سے [مولانا فقیر محمد جہلمی نے] جہلم میں اپنے لختِ جگر محمد سراج الدین کے نام پر مطبع "سراج المطابع" قائم کیا اور اخبار "سراج الاخبار" جاری کیا،

اس اخبار نے اپنے دور کے اعتقادی فتنوں خاص طور پر فتنۂ مرزائیت کی تردید کے لیے بڑا کام کیا۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت: ۳۹۱)

الحمدللہ راقم نے ''سراج الاخبار'' کی تقریباً سولہ (۱۶) سال کی فائلیں تلاش کر کے قادیانیت کے متعلقہ خبروں، رپورٹوں اور مقالات کو ''رد قادیانیت اور سُنّی صحافت'' کے عنوان سے ایک جلد میں جمع کر دیا ہے۔ (یہ کتاب مشتملہ ۷۳۶ صفحات عن قریب مکتبۂ اعلیٰ حضرت (پاکستان) سے شائع ہو رہی ہے۔[1]) جناب افضل حق قرشی لکھتے ہیں:

''یہ اخبار جب سے جاری ہوا، کبھی ناغہ نہیں ہوا، نہ کبھی سالانہ تعطیل۔ ۱۹۱۶ء میں پہلا واقعہ پیش آیا کہ ایک نامہ نگار کی غلطی پر ۷ فروری ۱۹۱۶ء کو حکومت پنجاب کی طرف سے زیر دفعہ ۳ شق ۲ پریس ایکٹ، ایڈیٹر کو تین ہزار روپیہ ضمانت داخل کرانے کا نوٹس پہنچا۔ ضمانت داخل نہ ہونے کی وجہ سے اخبار تقریباً چار ماہ بند رہا۔ حکام کی سفارش سے زرِ ضمانت میں تخفیف ہوئی اور اخبار ۵ جون ۱۹۱۶ء کو دوبارہ جاری ہوا۔ ۱۹۱۶ء میں بھی ایڈیٹر کے انتقال کی وجہ سے اخبار کچھ عرصہ پھر بند رہا۔ یکم جنوری ۱۹۱۷ء سے اہلیہ مولوی فقیر محمد نے اسے سہ بارہ جاری کیا۔ اس بار ایڈیٹر منشی محمد حسن الدین سیالکوٹی تھے۔''

''سراج الاخبار'' کے قارئین کا اخبار سے کس حد تک لگاؤ تھا، اس کی ایک جھلک ذیل کی ان خبروں میں دیکھی جاسکتی ہے:

شیدایان ''سراج الاخبار''

ہے بجا ناز کہے گر یہ سراج الاخبار
اس کے شیدا ہوئے دنیا میں سکندر آثار

ناظرینِ کرام بخوبی واقف ہیں کہ اولاد سے بڑھ کر دنیا میں کوئی نعمت نہیں، اولاد

---

(1)۔۔: محترم محمد ثاقب رضا قادری صاحب کی یہ کتاب (ردّ قادیانیّت اور سنّی صحافت، جلد اوّل) مکتبہ اعلیٰ حضرت-لاہور سے 2014ء میں شائع ہو چکی ہے، نا صرف یہ، بلکہ موصوف کی اس سلسلہ کی جلد دُوم وسُوم بالترتیب 2015ء و مارچ 2017ء میں اکبر بک سیلر-لاہور سے شائع ہو چکی ہیں اور جلد چہارم زیرِ ترتیب ہے۔ (خرم محمود)

خدا کے بہترین انعامات سے ہے، اس سے آنکھوں میں ٹھنڈک آتی ہے، دل کو مسرّت حاصل ہوتی ہے، نسیم سحری سے کہیں بڑھ کر دل کشا اور جاں فزا یہ صبائے چمن غیبی ہے۔ اس سے دنیا میں پائندگی اور تابندگی ہاتھ آتی ہے۔ گل پژمردہ آب و تاب سے رونق افروز چمن ہوتا ہے۔ پدر کی جان میں جان آتی ہے۔ اس تقریبِ مسعود پر ہر مسلمان اپنے بھائی کو مستحقِ مبارک تصوّر کرتا ہے۔ یہی اسلام کی اخوّت کا تقاضا ہے، لیکن جب خدا ایسا موقع کسی قریبی رشتہ دار یا دوست کو عطا کرتا ہے تو پُھولے نہیں سماتے، آپے سے باہر ہو جاتے ہیں۔ ہمیں از حد فرحت اور بہجت ہوئی جب یہ جاں بخش مژدہ آیا کہ ہمارے مکرّم مہربان دوست سردار سکندر خان صاحب خٹک رئیس آف ملاحی ٹولہ کو خدائے ذوالمنن نے نور العین بخشا۔ ہم اپنا فرضِ عین سمجھتے ہیں کہ سردار صاحب کو دلی مبارک باد دیں، خصوصاً جب کہ آں جناب نے اس محبّت اور تعلّق سے -جو انہیں اس اخبار سے ہے- اپنے قرۃ العین کا اسم گرامی "سراج الحسن" قرار دیا۔

ایم حسن الدین ایڈیٹر اخبار

(سراج الاخبار مؤرّخہ ۱۹ فروری ۱۹۱۷ء صفحہ ۱۱)

"سراج الاخبار" کی عزت افزائی:

خدا کے فضل سے "سراج الاخبار" کی اشاعت دن بدن بڑھ رہی ہے اور اس کو خاص مقبولیت حاصل ہو رہی ہے، اس کے دل چسپ اور وفادارانہ آرٹیکل اور دنیا بھر کی صحیح اور تازہ ترین خبروں اور ہر قسم کی معلومات بڑھانے والے علمی اور اخلاقی مضامین کو اہلِ ملک پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کی مانگ اطرافِ عالم سے ہو رہی ہے۔ **اللّٰھم زِدْ فَزِدْ**

یہ خبر ہوا خواہانِ اخبار کی بے حد مسرّت کا باعث ہو گی کہ بعض سرکاری فوجی افسران نے "سراج الاخبار" کو میدان جنگ میں پنجابی سپاہیوں کی تفریح طبع اور مشغلہ کے لیے پہنچانا مناسب سمجھا ہے۔ (سراج الاخبار مؤرخہ ۵ مارچ ۱۹۱۷ء ص ۲)

اخبار نے اپنی اشاعت کے کچھ عرصہ بعد طلباء کے لیے ایک ماہوار رسالہ کے اجراء کی تجویز پیش کی جس کا نام "سراج العلوم" رکھا گیا، تاہم حتمی طور پر یہ نہیں کہا جا سکتا

کہ یہ رسالہ جاری ہو سکا یا نہیں، البتہ اخبار کی متعدّد اشاعتوں میں ایک اشتہار بدیں الفاظ شائع ہوتا رہا:

اشتہار رسالہ ''سراج العلوم''

چوں کہ ''سراج الاخبار'' اکثر مدارس میں جاتا اور اہل علم و طلباء کی نظر سے گزرتا ہے، اس لیے اکثر اصحاب کی رائے ہے کہ اگر اخبار کے ساتھ کوئی ایسا رسالہ علمی بھی جاری کیا جائے جو طلباء مدارس اور امتحان دہندگان مڈل و انٹرنس کو پورا پورا فائدہ دے سکے تو نہایت ہی مناسب ہے؛ کیوں کہ اس وقت گو، دو ایک رسالے اس قسم کے پنجاب میں شائع ہوتے ہیں، مگر جیسا کہ چاہیے ان سے طلبا کو مدد نہیں مل سکتی؛ کیوں کہ امتحاناتِ متذکّرہ بالا میں حساب، مساحت، اقلیدس، جبر و مقابلہ، تواریخ، جغرافیہ، حفظ صحت، اردو زبان دانی، جواب مضمون اردو، قواعدِ اردو، ترجمہ اردو سے فارسی، ترجمہ فارسی سے اردو، قواعدِ فارسی، ترجمہ اردو سے عربی، ترجمہ عربی سے اردو، صرف و نحو عربی، طبعی، جغرافیہ طبعی وغیرہ وغیرہ مضامین داخل ہیں اور موجودہ رسالوں میں متذکّرہ بالا مضامین کے التزاماً سوالات و جوابات اور ان کی بحث وغیرہ نہیں ہوتی۔ چوں کہ مہتممِ ''سراج الاخبار'' کو اپنے احباب کی فرمائشوں سے کسی طرح اغماض منظور نہیں ہے، لہٰذا گذارش کیا جاتا ہے کہ اگر دو سو تک درخواستیں خریداروں کی آ جائیں تو ہم جنوری ۱۸۸۸ء سے ایک ماہوار رسالہ ''سراج العلوم''، جہلم سے ۲۴ صفحہ کا نکالا کریں گے، جس سے امیدوارانِ امتحان مڈل و انٹرنس کو پوری امداد مل سکے گی اور ان امتحانات کے لیے جتنے مضامین ضروری ہیں، ان کو سلسلہ وار ایسی خوبی و خوش اُسلوبی اور طریقہ سے علاحدہ علاحدہ حصص میں شائع کیا جائے گا کہ سال کے اختتام پر اگر ان کو جدا جدا کیا جائے تو ہر ایک مضمون بطور ایک رسالہ کے بن سکے اور قیمت بھی ایسی مقرّر کی جائے گی جو کسی کو ناگوار معلوم نہ ہو... دو سو (۲۰۰) درخواست کے آنے پر جنوری ۱۸۸۸ء سے اس رسالہ کا اجراء شروع ہو جائے۔

المشتہر: فقیر محمد، مہتمم سراج الاخبار، جہلم (۲۱ نومبر ۱۸۸۷ء صفحہ ۸)

تصانیف

۱۔زبدۃ الاقاویل فی ترجیح القرآن علی الاناجیل:

یہ کتاب مشتملہ ۱۶۸ صفحات ۱۳۰۷ ہجری بمطابق ۱۸۸۹ء کو مصنّف کے ذاتی مطبع سراج المطابع، جہلم سے شائع ہوئی۔کتاب پر مصنّف کانام یوں تحریر ہے:

''عمدۃ المناظرین زبدۃ المباحثین مولوی فقیر محمد صاحب مالک سراج الاخبار، جہلم ومصنّفِ حدائق الحنفیہ ورسالہ آفتاب محمدی وغیرہ''

مصنّف نے ''سراج الاخبار'' کے متعدّد پرچوں میں اس کتاب کا تعارف بدیں الفاظ تحریر کیا:

''اہلِ تحقیق ہر مذہب وملت کو عموماً اور اہلِ اسلام کو خصوصاً مژدہ ہو کہ کتاب مندرجہ عنوان جو کچھ عرصہ سے مطبع سراج المطابع، جہلم میں چھپ رہی تھی- الحمدللہ-اب بڑی صفائی اور خوش خطی سے عمدہ کاغذ پر چھپ کر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہو رہی ہے جس میں پادری فنڈر صاحب اور دیگر عیسائیوں کے اس اعتراض کا تفصیلی جواب ہے جو پادری موصوف نے اپنی کتاب ''حل الاشکال'' کے چار پانچ ورق میں اناجیل اور نامہ جات کی آیات اور اخلاقی احکام کو نقل کر کے بڑے فخر سے دعوی کیا تھا کہ ایسے روحانی احکام قرآن میں بالکل نہیں پائے جاتے۔راقم نے ان سب آیات واحکام کو چند فصلوں میں منقسم کر کے پہلے ان کو نقل کیا، پھر احکام قرآن شریف سے اور کچھ بطورِ نمونہ کلامِ رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اور اقوالِ صحابہ سے نقل کر کے اخیر میں بطورِ قولِ فیصل قرآن شریف کے احکام کو اناجیل کے بیانات پر من کلّ الوجوہ ترجیح دے کر اچھی طرح سے ثابت کر دیا ہے کہ قرآن شریف من حیث الاحکام روحانی اور اخلاقی بھی، اناجیل پر کلی ترجیح رکھتا ہے۔اس کتاب کے ابتداء میں ایک مقدّمہ لکھا گیا ہے جس میں پانچ امر ایسے ضروری ولابدی بیان ہوئے ہیں جو اناجیلِ مروّجہ کی پوست کندہ قلعی کھولتے ہیں۔چناں چہ امر اوّل میں اناجیلِ مروّجہ کا قطعی دلائل سے غیر الہامی ہونا ثابت کر کے امرِ دُوُم میں جتایا گیا ہے کہ بعض اناجیلِ غیر مروّجہ خصوصاً انجیل برنباس سے الہام منفک نہیں ہو سکتا اور قرآن شریف بھی اسی کی تصدیق کرتا ہے۔امرِ سِوُم میں نبی

آخر الزمان اور قرآن شریف کی ضرورت کو دلائلِ قویّہ سے ثابت کر کے امرِ چہارم میں محققین مسیحیوں کی شہادتیں تعلیمِ محمدی کی عمدگی پر درج کی ہیں۔ امرِ پنجم میں قرآن کی خصوصیات اور اناجیلِ مروّجہ کا ان سے عاری ہونا بیان کر کے ثابت کیا گیا ہے کہ قرآن شریف اور کتبِ احادیث تو ایک طرف رہے - اناجیلِ مروّجہ تقویت میں اہلِ اسلام کی معتبر کتبِ سیر کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتیں۔ یہ کتاب متذکّرہ بالا معلومات حاصل کرنے کے علاوہ واعظینِ اسلام کے لیے بھی بڑی کارآمد ہے اور ان کو اخلاقی مدد دے سکتی ہے۔

غرض اس بے نظیر کتاب کی خوبیاں بقول مسلمہ "مشک آنست که خود ببوئد" صرف دیکھنے سے تعلّق رکھتی ہیں۔

المشتہر: فقیر محمد، مالک سراج الاخبار، جہلم

کتاب کی ترتیب نہایت عمدہ ہے مولانا مختلف موضوعات کے متعلّق پہلے اناجیلِ مروّجہ اور نامہ جات حوارین سے مسیحی تعلیمات کو نقل کرتے ہیں اور پھر اس کے مقابل میں آیاتِ قرآنی واحادیثِ نبوی وکلامِ صحابہ کو نقل کرتے ہیں اور پھر "وجہِ ترجیح تعلیمِ محمدی" کے عنوان سے فیصلہ بھی تحریر کرتے ہیں۔

کتاب کے آخر میں مولانا ابو الدّرجات غلام جیلانی صاحب خلف الرشید جناب مولانا محمد عالم صاحب رئیس کھوڑی ضلع گجرات کی منظوم تقریظ وقطعۂ تاریخ بزبان عربی وفارسی موجود ہے۔ علاوہ ازیں مولانا فقیر محمد جہلمی نے خود بھی قطعۂ تاریخ بزبان فارسی رقم فرمایا۔ اخیری صفحات میں امام اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہ کے وصایا کو تحریر کیا گیا ہے۔

۲۔ آفتاب محمدی:

یہ رسالہ مشتملہ ۵۲ صفحات مطبع محمدی لاہور سے ۱۳۰۰ ہجری بمطابق / میں شائع ہوا۔ سرورق پر مصنّف کا اسمِ گرامی یوں تحریر ہے:

"از تصانیف عالم معقول و منقول ماہر فروع و اصول خادم دین محمدی مولوی فقیر محمد صاحب حنفی ایڈیٹر اخبار آفتاب پنجاب، لاہور"

یہ رسالہ وہابیہ کے رسائل "ستارۂ محمدی" اور "شہاب ثاقب" کے جواب میں اور

مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا بغدادی کی کتاب ”صمصام قادری وسنان بغدادی“ کی تائید میں تحریر ہوا۔

پس منظر یہ ہے کہ سیالکوٹ میں وہابیہ کے سرکردہ مولویوں سے مولانا غلام قادر بھیروی اور مولانا بغدادی کا مناظرہ ہوا۔ موضوعِ بحث اسمٰعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارات مندرجہ ”تقویۃ الایمان“ تھیں۔ اس مناظرہ میں وہابیہ کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ مولانا فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

اس فرقہ کے بڑے بڑے سرغنے علاوہ ضلع سیالکوٹ کے جہلم و وزیر آباد وغیرہ مقامات دُور دراز سے آکر کوس لِمَنِ الۡمُلۡکُ اور ہمچو من دگرے نیست کا دم مار رہے تھے، مگر سب کے سب ایسے ساکت ہوئے کہ ایک ہی فلاخن میں ﴿جَآءَ الۡحَقُّ وَ زَهَقَ الۡبٰطِلُ ؕ اِنَّ الۡبٰطِلَ كَانَ زَهُوۡقًا﴾ کے مصداق بنے اور ایسی رُسوائی نصیب ہوئی کہ خدا اعدا کے بھی نصیب نہ کرے۔ اُس وقت تو سب لوگوں کو یہی یقین ہو گیا تھا کہ اب یہ فرقہ اپنے پیشوا کے عقائد فاسدہ سے باز آکر آئندہ کو اُس کی تقلید سے توبۃُ النُّصوح کرے گا، مگر "شرم چه کتی است که پیش مرداں بیاید" تھوڑے ہی دنوں کے بعد شیخ محی الدین تاجر کتب لاہور نے (جس کو ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم سے دلی بغض و عداوت ہے اور ایک دو ایسے اہل علم کی مدد سے جو بسبب اپنی سادہ لوحی، بلکہ مخبوط الحواسی کے بطور دیگر وجہ معیشت کے پیدا کرنے سے معذور ہیں ہر وقت اسی مخمصہ میں مستغرق رہتا ہے کہ کہیں کوئی نقص حنفیوں میں ملے کہ جلدی چھپوا کر اس کے دام کھرے کروں) بجواب اس اشتہار کے جو ”صمصام قادری وسنان بغدادی“ کے نام سے اس غرض سے مشتہر ہوا تھا کہ مباحثہ مذکور کا، راست راست و اصل اصل سب حال اہل دُور دراز کو بخوبی معلوم ہو جائے، ایک رسالہ ”ستارۂ محمدی“ کے نام سے تالیف کر کے چھپوایا اور اس میں... اپنے پیشوا کے عقائد باطلہ کو جو سراسر توہین انبیاء عَلَيۡهِمُ السَّلَامُ پر دال تھے، مدلل ثابت کر کے ﴿ضَلُّوۡا وَاَضَلُّوۡا﴾ کا مصداق بنا، جس کا جواب الجواب بھی ترکی بہ ترکی رسالہ ”نیّرِ اعظم فی تفضیل رسول الاکرم“ نام میں چھپ گیا، لیکن انہیں ایام میں ایک اور رسالہ ”شہاب ثاقب“ نام مولوی عبد اللہ صاحب غیر

مقلد نے چھپوایا، جس میں اُنھوں نے اپنی دانست میں موئلف "ستارۂ محمدی" سے خفت انبیاء کو قوی دلائل سے ثابت کیا، چوں کہ اس کے موئلف نے عام اس سے کہ اس نے خود دھوکہ کھایا یا دھوکہ دہی عوام کی غرض سے عمداً اپنے دعوی میں کتابوں کی ایسی عبارات کو پیش کیا، جن کو ان کے مدّعا سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے، مگر ان سے عوام کا جلد دھوکہ میں آجانا متصوّر ہے اور نیز موئلف "ستارۂ محمدی" نے ستارہ کو از سر نو ترمیم اور اُس میں کچھ اضافہ کر کے مکرّر چھپوایا ہے اور ایسے ایسے مقامات کو جن پر طفلِ مکتب بھی بازاروں میں تمسخّر کرتے اور کہتے پھرتے ہیں کہ تیرہ سو سال تک تو "ستارۂ محمدی" نہ چمکا تھا، اب تیرہویں صدی کے اخیر میں ایک تاجر کتب کی دوکان سے چمک اُٹھا، بالکل نکال کر اُن کی جگہ اور حشو وزوائد بھر دیا، اس لیے اس بندۂ درگاہ نے باوجود عدم فرصتی اور کثرتِ شواغلِ دنیاوی کے... یہ انسب جانا کہ جس طرح ہو سکے اس رسالہ کا مختصر جواب لکھ کر مسلمان بھائیوں کو ورطۂ ضلالت میں پڑنے سے روکا جائے اور ساتھ ہی "ستارۂ محمدی" کی ہفوات کا ردّ بھی مختصراً لکھ دیا جائے، تاکہ یہ جواب الجواب بیک کرشمہ دو کار کا کام دے اور اس کے علاحدہ جواب کے لیے لوگوں کو چنداں محتاج نہ ہونا پڑے۔ پس اس رسالہ کا نام "آفتاب محمدی" رکھا۔" (آفتاب محمدی:۷۔۶ ملخصًا)

۳۔ حدائق الحنفیہ:

مولانا فقیر محمد جہلمی صاحب کی تصانیف سے یہ کتاب سب سے زیادہ مشہور و مقبول ہوئی۔ غیر مقلّدین نے علمائے کرام خصوصاً فقہائے حنفیہ بالخصوص امام اعظم رَضِیَ اللہُ عَنْہ کی حد درجہ تحقیر و توہین کرتے تھے، چناں چہ مولانا فقیر محمد جہلمی نے علمائے کرام کے تراجم و حالات لکھنے کا قصد کیا اور تین سال کی کامل محنت سے ۱۲۹۷ھ میں مکمل کیا اور "حدائق الحنفیہ" نام رکھا، کتاب کو تیرہ (۱۳) حدائق میں تقسیم کیا گیا ہے۔

مقدّمۂ کتاب میں فقہ وفقہاء کرام کی فضیلت اور ان کے طبقات کا بیان ہے۔

حدیقۂ اوّل چار خیابان پر مشتمل ہے: پہلے خیابان میں امام اعظم عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کے حالات، دوسرے میں آپ کا رسول اللہ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بشارت ہونا،

تیسرے میں علمائے کرام کے اقوال سے امام اعظم کے مناقب اور چوتھے میں معترضین کے اعتراضات ومطاعن کا جواب دیا گیا ہے۔

حدیقۂ دُوُم میں دوسری صدی کے فقہاء وعلماء کے حالات، حدیقۂ سُوُم میں تیسری صدی اور یونہی بالترتیب حدیقۂ سیز دہم میں تیرہویں صدی کے فقہاء وعلماء کے حالات درج ہیں۔

مطبع نامی نول کشور سے شائع ہوئی۔

۴۔ تکملہ مباحث دینی حافظ ولی اللہ لاہوری وپادری عماد الدین:

''مباحثۂ دینی'' مصنّفہ حافظ ولی اللہ لاہوری پہلی مرتبہ مطبع مصطفائی لاہور سے شائع ہوا۔ صفحہ ۳۷ تا ۵۶ مولانا فقیر محمد جہلمی کا تحریر کردہ تکملہ ہے۔

پروفیسر خورشید احمد سعیدی صاحب ''مباحثۂ دینی'' مصنّفہ حافظ ولی اللہ لاہوری کے تعارف میں لکھتے ہیں:

''اس کے ٹائٹل سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مباحثہ حضرت حافظ ولی اللہ اور پادری عماد الدین کے درمیان مارچ ۱۸۶۷ء میں امرتسر میں ہوا تھا۔ اس گفتگو پر تکملہ مولوی فقیر محمد جہلمی نے ۱۸۷۴ء میں تحریر کیا۔ اس مباحثہ کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ یہ مباحثہ چند جلسوں میں مکمل ہوا تھا۔ پہلا جلسہ ۴ مارچ ۱۸۶۷ء کو امرتسر میں مولوی احمد اللہ کے مکان پر ہوا تھا۔ دوسرا جلسہ ۵ مارچ ۱۸۶۷ء کو پادری کلارک کی کوٹھی پر ہوا۔ پہلے جلسے کے موضوعات حقّیتِ اناجیلِ مروّجہ، صفاتِ باری تعالیٰ، نبی کا معنی اور مفہوم، نبوّت کی شرائط، بازاروں میں تقسیم ہونے والے تورات اور اناجیل کے نسخوں کی صحت ومعتبری تھے۔ انہی موضوعات پر پہلے پادری عماد الدین نے گفتگو کی، پھر حضرت حافظ ولی اللہ صاحب نے جواب میں اس کے موقف کی کمزوری اور بطلان پر دلائل پیش کیے۔ دوسرے جلسے میں تقریباً انہی موضوعات پر فریقین نے گفتگو جاری رکھی۔ تیسرا جلسہ ۷ مارچ ۱۸۶۷ء کو ہوا۔ اس جلسے میں اخلاقیات، جہاد، کفار وغیرہ کے حوالے سے سوال جواب اور اعتراض ورُدود پیش کیے گئے۔

یہ مباحثہ ایک تاریخی ریکارڈ ہے کہ عیسائی کیسے حیلے بہانوں سے حضرت حافظ ولی

اللہ لاہوری کا سامنا کرنے سے گھبراتے تھے۔پادری عماد الدین نے اس مباحثہ کو "مباحثۂ اتفاقی" کے نام سے شائع کروایا اور اس میں کئی غلط بیانیاں کیں۔اس وجہ سے حضرت مولوی فقیر محمد جہلمی نے اصل تفصیلات اور انکشافات بیس (۲۰) صفحات کے تکملہ میں پیش کر دیں۔فن مناظرہ اور اس کی تاریخ سے دل چسپی رکھنے والوں کے لیے اس مباحثے کا مطالعہ بلاشک وشبہ بہت مفید اور معلوماتی ہے۔"

۵۔عمدۃ الابحاث فی وقوع الطلاقات الثلاث:

مسئلہ طلاقِ ثلاثہ کے متعلّق ایک اہم کتاب ہے۔"سراج الاخبار" مورخہ ۲۹ مارچ ۱۹۱۰ء میں اس کا اشتہار شائع ہوا، جس کے الفاظ درج ذیل ہیں:

"جس میں تین طلاق ایک دفعہ کے تین ہی واقع ہو جانے کے مسئلہ کو ایسے دلائلِ ساطعہ وبراہینِ قاطعہ سے ثابت کیا گیا ہے کہ حافظ ابن قیم اور قاضی شوکانی کے متّبعین کو صرف ایک ہی طلاق واقع ہونے کا فتوی دینے سے ہمیشہ کے لیے بند کر دیا گیا ہے۔ اس کتاب کا امامان مسجد اور نکاح خوانوں کو اپنے پاس رکھنا نہایت ہی ضروری ہے۔"

جناب خورشید احمد خان صاحب نے حدائق الحنفیہ (ص:۲۳) کے مقدمہ میں اس رسالہ کا سالِ تصنیف ۱۹۱۵ء لکھا ہے جو کہ درست نہیں۔

۶۔تصدیق المسیح(ترجمہ اردو):

"تصدیق المسیح" فاتح عیسائیت حافظ ولی اللہ لاہوری عَلَیْہِ الرَّحْمَہ کی لاجواب تصنیف ہے جو کہ عبد اللہ آتھم کے ۲۳ سوالات کے جواب میں بزبان فارسی تحریر کی۔مولانا فقیر محمد جہلمی نے اس کا اردو ترجمہ کر کے مطبع کوہِ طور لاہور سے ۱۸۷۰ء میں طبع کروایا۔حافظ ولی اللہ لاہوری نے پادریوں سے مباحثہ کے دوران ۲۳ سوالات پادری صاحبان سے کیے تھے، جن کا کوئی جواب نہ دے سکا۔ ۱۸۷۸ء میں "تصدیق المسیح" (اردو) کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا، جس میں پادری صاحبان سے کیے گئے ۲۳ سوالات کو بھی کتاب میں شامل کر دیا گیا۔تیسرا ایڈیشن ۱۸۹۱ء میں اسلامیہ پریس لاہور سے شائع ہوا۔

مترجمِ کتاب مولانا فقیر محمد جہلمی ابتدائیہ میں تحریر کرتے ہیں:

"فقیر محمد ساکن موضع چتن ضلع جہلم جملہ محقّقین کی خدمت میں عرض رساں ہے کہ عرصہ تخمیناً ۲۰ سال کا ہوا ہے کہ عبداللہ آثم صاحب تحصیل دار ترنتارن نے تنئیس (۲۳) سوال اسلام کی بابت تحریر کر کے اہلِ اسلام کو ان کے جواب کی تکلیف دی تھی، جن کے جواب میں کتاب "تصدیق المسیح" فارسی زبان میں تالیف ہوئی۔ جب سائل نے اپنے سوالات کا جواب باصواب پایا تو صاف روبروئے فاضل بے مثل حضرت حافظ ولی اللہ صاحب لاہوری کے اقرار اس بات کا کیا کہ حقیقت میں یہ میرے سوالات صحیح اور درست نہ تھے، محض ناواقفیت کی حالت میں مجھ سے تحریر ہوئے ہیں-فقط- لیکن اب پھر دیکھنے میں آیا ہے کہ وہی سوالات بعینہ مطبع مشن لدھیانہ میں چھپ کر عوام کو تقسیم کیے جاتے ہیں اور ناحق بے چارے ناواقف مسلمانوں خصوصاً مشن کے پڑھنے والوں کو- کہ جن کو کچھ بھی اپنے مذہب سے واقفیت نہیں-جواب کی تکلیف دی جاتی ہے اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی ارشاد ہوتا ہے کہ مدت سے یہ سوالات اسلام کی بابت تحریر ہوئے ہیں، مگر آج تک کسی نے ان کا جواب نہیں لکھا، جس حالت میں کہ سرکار گردوں وقار نصفت شعار کو ازروئے قانون کسی کے مذہب کی تحقیر منظور نہیں تو اس سے ظاہر ہے کہ کسی طرح سوالات کے جواب لکھنے کی بھی کچھ ممانعت اور پابندی نہیں ہے،اس لیے بندہ نے نہایت مناسب سمجھا کہ کتابِ مذکور کو واسطے استفادہ عوام کے فارسی سے اردو زبان میں ترجمہ کرے، چناں چہ ۱۲۸۷ھ میں حسبِ تحریک چند احباب اس کو میں نے اردو میں ترجمہ کیا اور بعض بعض جگہ "لفظ من مترجم" لکھ کر اپنی طرف سے بھی کچھ تشریح و توضیح کر دی اور نام اس کا بدستور وہی "تصدیق المسیح" جو اصل مطلب پر دلالت کرتا ہے۔"

۷۔ صیانۃ الانسان عن وسوسۃ الشیطان فی رد تحقیق الایمان (حواشی):

یہ کتاب بھی مولانا فقیر محمد جہلمی کے استاذ گرامی حافظ ولی اللہ لاہوری صاحب نَوَّرَ اللّٰہُ مَرْقَدَہٗ نے امر تسر کے پادری عماد الدین کی کتاب "تحقیق الایمان" کے جواب میں تحریر فرمائی۔ ۱۲۹۸ھ میں مطبع مصطفائی لاہور سے شائع ہوئی۔ کل صفحات ۲۴۸ ہیں۔ کتاب دو مقدّموں اور نو فصلوں پر منقسم ہے۔ ابحاثِ کتاب میں تثلیث، ابنیتِ

مسیح، کفارہ، نجات، اناجیل کی سندات، اناجیل کے داخلی تناقضات، مباحثہ و مناظرہ کے قواعد و ضوابط، اناجیل میں واقع ہونے والی تحریف، احادیث و معجزاتِ نبوی پر اعتراضات کا جواب وغیرہ شامل ہیں۔ مولانا فقیر محمد جہلمی نے اپنی خود نوشت میں لکھا ہے کہ انہوں نے اس کتاب پر حواشی لکھ کر شائع کروایا تھا۔ (حدائق الحنفیہ: ۲۲)

۸۔ ابحاثِ ضروری (حواشی):

"ابحاثِ ضروری" مولانا فقیر محمد جہلمی صاحب کے استاذ گرامی حافظ ولی اللہ لاہوری عَلَیۡہِ الرَّحۡمَہ کی تصنیف ہے جو کہ پہلی بار مطبع مصطفائی سے ۱۲۸۸ھ بمطابق ۱۸۷۱ء میں شائع ہوئی اور بعد ازاں جواب الجواب رسالہ "شکوک کفارہ" کے ساتھ مطبع محمدی لاہور سے ۱۸۷۸ء میں چھپی۔ اس میں ایک مقدّمہ اور چھ فصول ہیں۔ ان میں عیسائیوں کے متفرّق اور مختلف فرقے، عہد نامہ جدید کی مروّجہ اور مردودہ کتب کی تفصیل، اعمالِ حسنہ کی تاکید، نجات کے لیے فدیے اور کفارے کے عقیدے کا بطلان، ردِّ اُلوہیتِ مسیح عَلَیۡہِ السَّلَامُ اور ان کی انسانیت کا اثبات، اناجیل میں آں حضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی بشارات اور ان پر عیسائیوں کے شبہات کا ردّ، حضور نبی کریم صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کے معجزات، آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَسَلَّم کی تعلیم کی جامعیت اور اس پر عیسائیوں کے اعتراضات کا ردّ اور آخر میں قرآن کریم کا کلامِ الٰہی ہونا اور اس پر اٹھائے جانے والے اعتراضات کا ردّ شامل ہیں۔ (ابحاثِ ضروری، تقدیم: ۲۰)

مولانا فقیر محمد جہلمی نے اس پر وقیع حواشی لکھ کر شائع کروایا۔ ۱۴۳۲ھ میں اس کا جدید ایڈیشن پروفیسر خورشید احمد سعیدی صاحب کی تحقیق سے دارالاسلام لاہور سے شائع ہو چکا ہے۔

۹۔ غایۃ التنقید فی وجوب التقلید:

اس کتاب کا ایک ناقص نسخہ ہم کو پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ذخیرہ حکیم محمد موسیٰ امرتسری سے دستیاب ہوا۔ سرورق اور اخیری صفحات نہ ہونے کے سبب اشاعتی معلومات بہم نہ ہو سکیں۔ سبب تالیف کے متعلق مولانا لکھتے ہیں:

"نیاز مند فقیر محمد جہلمی اپنے دینی بھائیوں کی خدمت میں گذارش کرتا ہے کہ

ترکِ تقلید کی مذمّت اور اس کے وجوب کے اثبات میں اگرچہ اکثر اہلِ علم حنفی بھائیوں نے بہت سے کتابیں ورسالے تصنیف کر کے اپنی طرف سے اسلام کی سچی خیر خواہی اور واقعی ہمدردی کا فرض ادا کرنے میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رکھا-جَزَاهُمُ اللهُ خَيْرَ الْجَزَاءِ- مگر جہاں تک مجھے علم ہے وہ کتابیں وغیرہ زیادہ تر تقلیدِ مذہبِ معیّن کے اثبات میں پائی جاتی ہیں، حالاں کہ اب غیرِ مقلّدین نے اپنے نفس وہوا کی بلند پروازی و آزادی کو یہاں تک وسعت دے دی ہے کہ بے چاری تقلیدِ مذہبِ معیّن تو ایک طرف رہی، خود ادلّہ اربعہ شرعیہ میں سے اجماع و قیاسِ مجتہد اور ائمہ مجتہدین کی تقلیدِ مطلق سے تحریراًو تقریراًانکار ہو کر ہر ایک غیر مقلّد کچھ لکھا پڑھا خود مجتہد بننے اور "ہم چو من دگرے نیست "کا دم مارنے لگا ہے...

پھر غضب یہ کہ اپنا نام عوام کو ور غلانے کے لیے "اہل حدیث" رکھا ہے-العیاذ باللہ -- علاوہ اس کے صرف یہی نہیں، بلکہ انہیں غیر مقلّدین بظاہر عاشقینِ سنتِ نبویہ میں سے ایک گروہ نے-جو پہلے بات بات پر حدیث ہی حدیث پکارا کرتا تھا-یہاں تک تقلید سے نفرت میں ترقی کی ہے کہ خود رسولِ خدا فداہ ابی و امی کی سنّتِ موکّدہ وغیرہ مرویہ کتبِ احادیث کی تقلید کو بھی شرک فی الالوہیت قرار دے کر ترک کر دیا ہے اور برملا تقریراًو تحریراًفتوی دے دیا ہے کہ سنّتِ نبویہ صرف وہی اقوال و افعال ہیں جو قرآن مجید میں صریحاً مذکور ہیں اور کتبِ احادیث میں جس قدر احکام قرآن سے علاوہ مروی ہوئے ہیں-معاذ اللہ-وہ سب محدّثین کا اختراع ہیں جو ہر گز قابل عمل در آمد نہیں ہیں، حالاں کہ انہیں غیر مقلّدین کی شاخ نیچریہ و مرزائیہ تو ان احادیث کی قائل بھی تھی جن پر صحابہ کرام کا تعامل ہوا ہے، مگر یہ برائے نام اہلِ قرآن یعنی چکڑالوی شاخ ترکِ تقلید میں سب پر سبقت لے گئی ہے اور جس طرح غیر مقلّدین ائمہ اربعہ کے مقلّدین کو مشرک کہہ دیا کرتے تھے، ویسے ہی خود غیر مقلّدین ہی سے فرقہ چکڑالویہ مقلّدینِ سنتِ نبویہ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کو مشرک کہہ رہا ہے جس کا یہ معنی ہے کہ غیر مقلّدین کو مقلّدین کے ناحق مشرک کہنے کی سزا خود اپنے ہی ایک فرقہ کے لوگوں سے مل رہی ہے، مگر چوں کہ چکڑالوی فرقہ سے اسلام کے دو بڑے ارکان

قرآن وحدیث میں سے ایک رکن یعنی حدیث کا انکار کرنا کفر ہے اور اسلام کے صراط مستقیم کے لیے ائمہ مجتہدین کی ترک تقلید امّ الفاسد اور بے دینی کی جڑ ثابت ہوئی ہے اور ہر کس وناکس کو اپنے اپنے فہم ورائے سے اپنا اپنا من بھاتا مسئلہ نکال کر اس پر خود چلنے اور دوسرے لوگوں کو چلانے سے شرع اسلام کے ٹکڑے ٹکڑے ہوگئے، اس لیے میرا مدّت سے ارادہ تھا کہ تقلید کے بارے میں زمانہ کے مطابق کوئی ایسا محدّثانہ وفقیہانہ رسالہ لکھا جائے جو ہر قسم کے غیر مقلّدین وغیرہ کو شامل ہو اور اس میں ہر ایک شاخ کے مذاق کے مطابق تقلید کے اثبات میں ایسے دلائل دیے جائیں کہ ان کی تسلیم میں کسی کو بھی چون وچرا کی گنجائش نہ ہوسکے، لیکن اس ارادہ کے پورا ہونے میں چند درچند موانع حائل ہوتے رہے، مگر اب اللہ جلّ وعلا کا ہزار ہزار شکر ہے کہ باوجود عدم فرصتی کے بھی حسب تغیرّ حالاتِ منکرینِ تقلید کے محض قرآن واحادیث اور ان کی تفاسیر وشروح سے ہی تقلیدِ ائمہ اربعہ کے اثبات میں رسالہ لکھا گیا۔"(ص:۲)

۱۰۔ صلوٰۃ الوتر کصلوٰۃ المغرب:

یہ کتاب مولوی احمد اللہ ومولوی حسام الدین صاحبان ساکن کوٹلہ ائمہ تحصیل جہلم - جو ایک وتر یا تین رکعت بیک تشہد کے قائل ہیں - کے ایک فتوی کے جواب میں تحریر کی۔

مولانا فقیر محمد جہلمی لکھتے ہیں:

اس رسالہ میں - جو ۱۲۰ صفحہ کا ہے - نمازِ وتر کا حنفی مذہب کے بموجب ۲۳ احادیث وآثار سے تین رکعت وتشہد ہونا ثابت کیا گیا ہے اور غیر مقلّدین صرف ایک رکعت وتر یا تین رکعت بیک تشہد کے قائل ہیں، ان کی کل دلیلوں اور اعتراضوں کی باشرح وبسط ایسی خوبی وخوش اُسلوبی سے تردید کی گئی ہے کہ جس سے سوائے سکوت کے ان کو کوئی چارہ نہیں۔(سراج الاخبار مورخہ ۲۶ دسمبر ۱۸۹۸ء ص۸)

۱۱۔ السیف الصارم لمنکر شان امام الاعظم:

وہابی اخبار" اہل الذکر"(لکھنؤ) نے احناف کی دل آزاری کے لئے حضرت سراج الامہ امامِ اعظم ابو حنیفہ رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہ کی شان میں گستاخانہ لب ولہجہ پر مبنی

مضامین شائع کرنا شروع کئے۔ اخبار ''اہلِ الذکر'' کے بازاری لہجہ کے شاکی مولانا غلام احمد اخگر امرتسری بھی رہے ہیں اور انہوں نے اپنے اخبار ''اہلِ فقہ'' میں اس کے مندرجات کا ردّ بھی کیا۔ جوابی کاروائی کرتے ہوئے اخبار ''اہل الذکر'' نے مولانا اخگر کے لئے کیسے الفاظ استعمال کئے، اس کا کچھ نمونہ مولانا اخگر نے اخبار ''اہلِ فقہ'' کے ایک شمارہ میں کیا، جسے یہاں اس غرض سے نقل کیا جاتا ہے کہ قارئینِ کرام کو اندازہ ہو کہ وہابیہ کا یہ اخبار اہلِ حق کے لئے کس قدر غلیظ زبان استعمال کرتا تھا۔ ملاحظہ فرمایئے:

''اہلِ الذکر''، ربیع الاوّل، صفحہ ۹:

''ایک ملعون ابن الملعون کے خط کا اقتباس۔''

''مردود ایڈیٹر اہلِ فقہ نے ایک عالَم کو دریائے ضلالت میں ڈالا اور اس کے متّبعین فاسقین ضالین اور مضلّین ہیں۔''

اسی صفحہ پر اگلی سطروں میں دیکھئے:

''ملعونِ ازلی، مردودِ ابدی، شقی امرتسری۔''

اس سے بڑھ کر بھی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ ہو:

''رافضی بدعتی بھوت پھر نکلا۔ یعنی اخبار ''اہلِ فقہ'' نے دوسرا جنم لیا'' کے عنوان سے جو ہرزہ درائی کی گئی، اس میں ہمارے لئے یہ الفاظ ہیں:

''مجسّم شیطان... فرعون... ہامان... غیرتِ ابلیس... بے حیا... فرعونیّت کی آن بان لئے اُچھلتا کودتا۔۔۔ نیل میں غرق ہوکر اور جہنّم کی سیر کرکے پھر آ پہنچا۔''

اس کے بعد صریح اور کھلی گندی گالیاں لکھی ہیں، جس کو ہم نقل بھی نہیں کرسکتے۔ (۲۰ مئی ۱۹۰۹ء، اہلِ فقہ)

اخبار ''اہل الذکر'' کی تہذیب سے قارئین کو اندازہ ہو گیا ہو گا کہ اس اخبار نے حضرت امامِ اعظم ابو حنیفہ کے متعلّق کس قدر نازیبا الفاظ استعمال کئے ہوں گے۔ اس اخبار کے کچھ شماروں کو ملاحظہ فرما کر مولانا فقیر محمد جہلمی نے یہ کتاب تصنیف فرمائی اور نہایت مدلّل انداز میں اخبار ''اہل الذکر'' کے اتّہامات و الزامات بر امامِ اعظم کی تردید فرمائی۔ کتاب تقریباً پونے دو سو صفحات پر مشتمل ہے۔ اخیرِ کتاب میں مولانا شیخ عبداللہ، مولانا سلام اللہ (کھاریاں)، مولانا فیض الحسن جہلمی کی فارسی و عربی منظوم تقاریظ

ہیں۔ یہ کتاب حال میں ہی ایک دیوبندی مکتب فکر کے حامل مطبع الہادی (غزنی سٹریٹ اردو بازار۔لاہور) نے شائع کی ہے۔

نوٹ:

جناب خورشید احمد خان صاحب نے "حدائق الحنفیہ" کے مقدّمہ میں درج ذیل کتب کو بھی مولانا فقیر محمد جہلمی صاحب کی تصنیف قرار دیا ہے، جب کہ یہ درست نہیں۔

(۱)... مجمع الاوصاف فی تردید اہل البدع والاعتساف:

اس ضمن میں مولانا ابوالفیض محمد حسن کا ایک اشتہار "سراج الاخبار" مؤرخہ ۲۳ اپریل ۱۸۹۴ء میں لکھتے ہیں:

"مجمع الاوصاف فی تردید اہل البدع والاعتساف- کتاب مندرجہ عنوان مولوی احمد الدین صاحب ساکن ٹھاکرہ موہڑہ ضلع راول پنڈی نے لکھی ہے۔ میں نے اس کتاب کو جہاں تک دیکھا ہے، خوبیوں سے لبالب پایا ہے، شیعہ کے بہتانات کو ان کی ہی کتابوں سے بقید صفحہ تردید کرتی ہے، تمام مسائلِ مخترعہ شیعہ پر بحث کرتی ہے اور ان کی تردید کافی دلائل سے پیش کرتی ہے، کتابِ مذکور تحفۂ روزگار ہے، اس لیے خدمت میں مسلمانوں کے گذارش ہے کہ وہ مولوی صاحب کو اس کتاب کے چھپوانے کے لیے اپنی استطاعت کے موافق نقد روپیہ سے دے کر ثواب حاصل کریں، تاکہ کتابِ مذکور چھپ کر ہر ایک آنکھ کا نور اور ہر ایک دل کا سرور ہو جائے۔

راقم: ابوالفیض محمد حسن ساکن بھیں تحصیل چکوال"

(۲)... ہدیۃ النجباء:

مولانا کرم الدین دبیر کی تصنیف ہے، حال ہی میں اس کا جدید عکسی ایڈیشن جناب میثم عباس رضوی صاحب نے شائع کیا ہے۔

(۳)... السیف المسلول لاعداء الخلفاء الرسول:

یہ کتاب بھی مولانا کرم الدین دبیر صاحب کی تصنیف ہے جو کہ رسائلِ ثلاثہ مطبوعہ رفیق عام پریس لاہور میں شامل ہے۔

پیشِ لفظ

شیخ الحدیث علامہ مفتی محمد عطاء اللہ نعیمی

ہمارے اسلام کا سرمایۂ علمی، اُن کی تحریریں، اُن کی علمی کاوشیں جہاں اُن کی قابلیت، علم دوستی وغیر ہما پر دلالت کرتی ہیں، وہیں بعد میں آنے والوں کے لئے مشعل راہ ہیں۔ اُن کا منظرِ عام پر آنا اور اُن تک عوام المسلمین کی رسائی کا آسان ہونا ضروری ہے۔ اُن میں سے بعض کتب ورسائل تو وہ ہیں جو ہنوز زیورِ طباعت سے آراستہ ہی نہیں ہوئے اور بعض وہ ہیں کہ جن کی طباعت کو اتنا عرصہ گزر چکا کہ اُن تک رسائی ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہے اور پھر ہمارے علماء میں لکھنے کا رواج بہت کم ہے، پھر وہ جو تحقیق و تخریج و تحریر کی استطاعت رکھتے ہیں اُن میں سے زیادہ تر تو اپنی تحقیق اور اپنی تحریر پر ہی توجہ دیتے ہیں۔ آپ کو کتنے ایسے ذی علم حضرات نظر آئیں گے کہ جن کے باپ یا دادا یا پَر دادا کا علمی سرمایہ مخطوط کی صورت میں موجود ہے، مگر اُنہیں اس پر کام کرنے اور اُسے منظرِ عام پر لانے کی توفیق نہیں ہوتی، وہ اپنی تحریر پر وقت اور سرمایہ خرچ کریں گے، مگر اپنے اسلاف کے علمی سرمایہ پر نہیں۔ پھر وہ لوگ جو اسلاف کی علمی کاوشوں کی اہمیت سے واقف اور اُنہیں منظرِ عام پر لانے کے متمنّی ہیں اور یہ ضرورت پڑنے پر اپنی تحقیق و تحریر بھی پیش کرتے ہیں، مگر اسلاف کے علمی سرمایہ کو منظرِ عام پر لانا، اُن کی اوّلین ترجیح ہوتی ہے، وہ بھی دو طرح کے لوگ ہیں:

ایک وہ جو اسلاف کی عربی یا فارسی تحریروں کو عام لوگوں کے فائدے کے لئے اردو زبان میں ڈھالنے کا کام کرتے ہیں۔

دوسرے وہ ہیں جن کا نظریہ ہے کہ پہلے اسلاف کے کام کو اصل حالت میں محفوظ کرنا ضروری ہے اور مؤخّر الذکر بھی دو طرح کے لوگ ہیں:

ایک وہ جو اُن کتب ورسائل پر کام کرتے ہیں جو ہنوز شائع نہیں ہوئے۔

دوسرے وہ جو اُن کتب ورسائل پر کام کرتے ہیں کہ جن کی اشاعت کو طویل عرصہ گزر چکا ہے۔

"دونوں کا کام قابلِ ستائش ولائقِ تحسین ہے۔"

فاضلِ جلیل، عالمِ نبیل علامہ خرم محمود زید علمہ کا شمار مؤخّر الذکر علماء میں ہوتا ہے۔موصوف کئی کتب و رسائل پر کام کر چکے ہیں،اس وقت موصوف نے مصنّفِ "حدائق الحنفیه" عمدۃ المناظرین، زبدۃ المباحثین،عالمِ معقول و منقول،ماہرِ فروع واصول علامہ فقیر محمد جہلمی کی سن ۱۳۰۰ھ میں لکھی گئی "آفتابِ محمدی" کے نام سے تحریر کہ جس کی اشاعت کو ۱۴۰ سال گزر چکے ہیں اور "صمصامِ قادری و سنانِ بغدادی" کے نام سے محمد رمضان کے قلم سے لکھی گئی ایک مناظرے کی رُوداد پر کام کیا ہے۔دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے صدقے موصوف کے علم،عمر اور رزق میں برکتیں عطا فرمائے اور اُن کی سعی کو قبول فرمائے۔آمین ثم آمین۔فقط

محمد عطاءاللہ نعیمی

خادم دار الحدیث والافتاء بجامعۃ النور

جمعیت اشاعتِ اہلِ سنت (پاکستان) میٹھادر-کراچی

قدیم نسخہ کا عکس

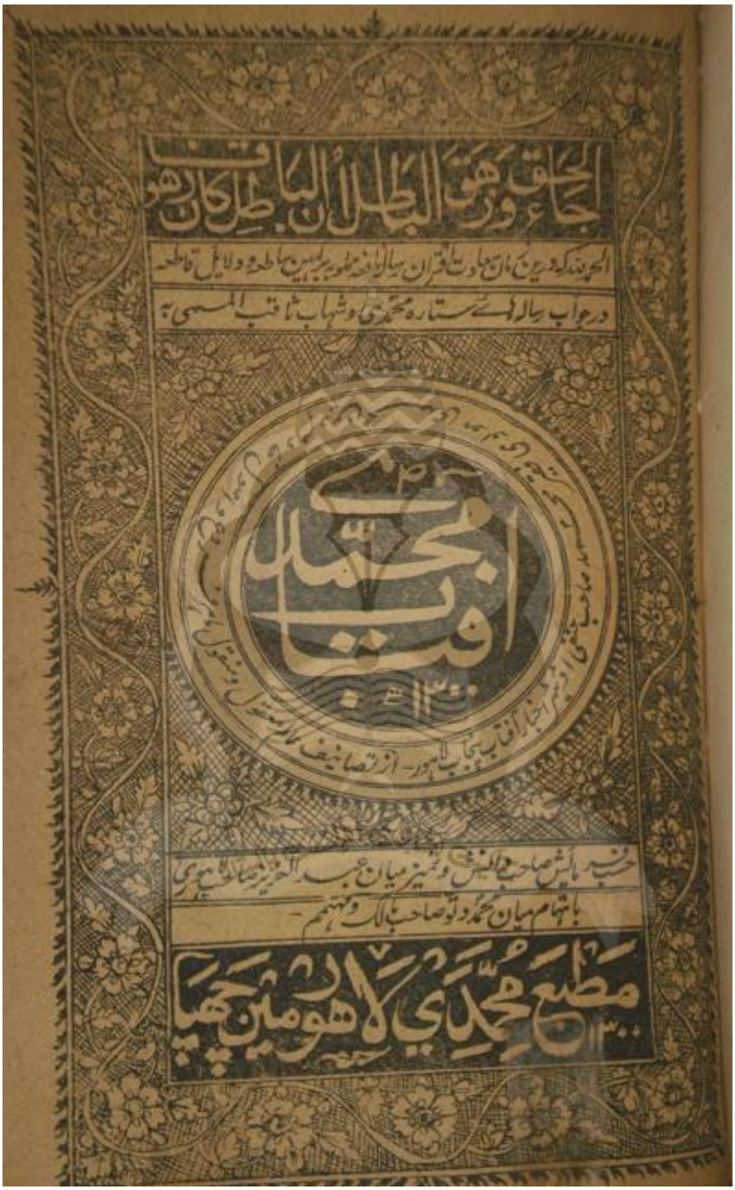
جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

الحمد للہ کہ دریں زمان سعادت اقتران رسالہ لاجواب مملو براہین ساطعہ و دلائل قاطعہ

در جواب رسالہ لغو ستارہ محمدی و شہاب ثاقب المسمی بہ

آفتاب محمدی

۱۳۰۰ھ

حسب فرمائش صاحب دانش و تمیز میاں عبد العزیز صاحب لاہوری

باہتمام میاں محمد دین صاحب مالک و مہتمم

مطبع محمدی لاہور میں چھپا ۱۳۰۰

مطبوعہ مطبع محمدی ۱۳۰۰ھ -لاہور کا سرورق

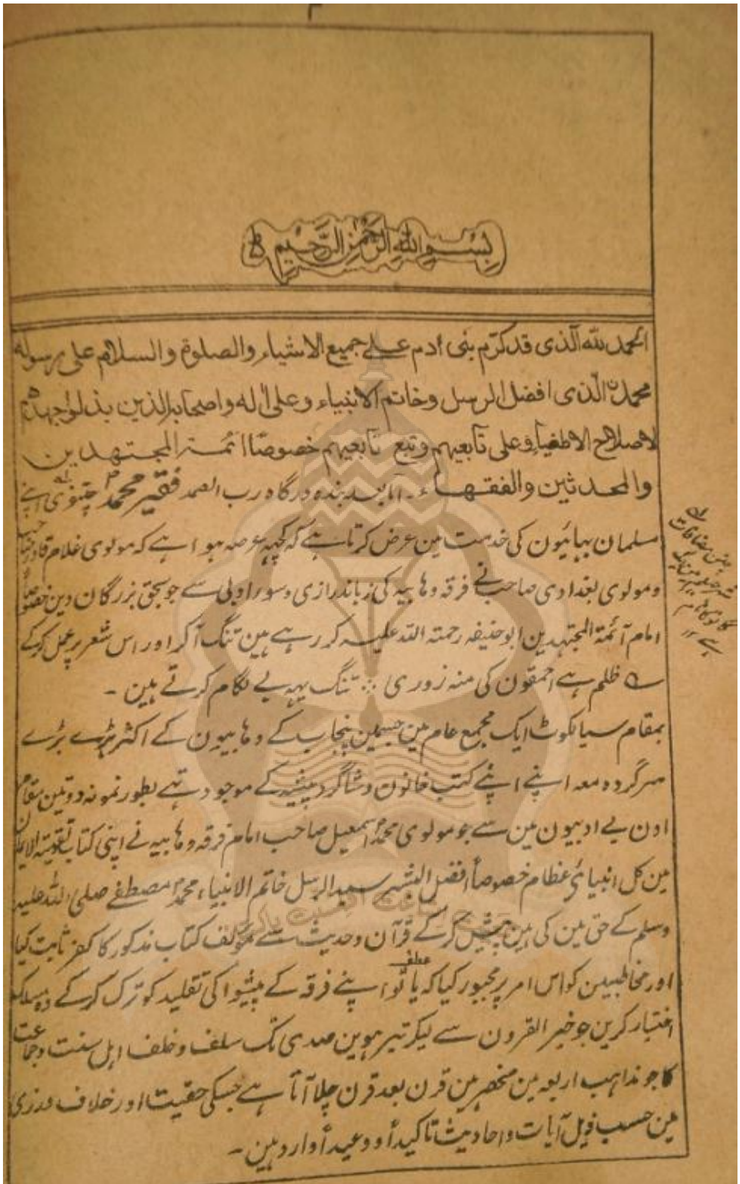

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی قد کرم بنی ادم علی جمیع الاشیاء والصلوۃ والسلام علی رسولہ محمدؐ الذی افضل الرسل وخاتم الانبیاء وعلی الہ واصحابہ الذین بذلوا جہدہم لاصلاح الاطفیاء وعلی تابعیہم وتبع تابعیہم خصوصاً ائمۃ المجتہدین والمحدثین والفقہاء ۔ اما بعد بندہ درگاہ رب الصمد فقیر محمد چتوتی اپنے مسلمان بھائیون کی خدمت مین عرض کرتا ہے کہ کچھہ عرصہ ہوا ہے کہ مولوی غلام قادر بھیروی ومولوی بغدادی صاحب نے فرقہ وہابیہ کی زباندرازی وسوءادبی سے جو بحق بزرگان دین خصوصاً امام ائمۃ المجتہدین ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کر رہے ہین تنگ آکر اور اس شعر پر عمل کرکے ؎ ظلم ہے احمقون کی منہ زوری ∴ تنگ یہہ بے لگام کرتے ہین ۔

بمقام سیالکوٹ ایک مجمع عام مین جسمین پنجاب کے وہابیون کے اکثر بڑے بڑے سرگروہ معہ اپنے اپنے کتب خانون وشاگردون کے موجود تھے بطور نمونہ دو تین مقام ان بے ادبیون مین سے جو مولوی محمد اسمعیل صاحب امام فرقہ وہابیہ نے اپنی کتاب تقویۃ الایمان مین کل انبیائے عظام خصوصاً افضل البشر سید الرسل خاتم الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حق مین کی ہین پیش کرکے قرآن وحدیث سے مؤلف کتاب مذکور کا کفر ثابت کیا اور مخاطبین کو اس امر پر مجبور کیا کہ یا تو اپنے فرقہ کے پیشوا کی تقلید کو ترک کرکے وہ مسلک اختیار کرین جو خیر القرون سے لیکر تیرہوین صدی تک سلف وخلف اہل سنت وجماعت کا جو مذاہب اربعہ مین منحصر ہے قرن بعد قرن چلا آتا ہے جسکی حقیت اور خلاف ورزی مین حسب ذیل آیات واحادیث تاکیداً ووعیداً وارد ہین ۔

مطبوعہ مطبع محمدی ۱۳۰۰ھ-لاہور کا پہلا صفحہ

۵۴

علے الجلابی المعروف بالہجویری فی کشف المحجوب ان معاذ الرازی رای النبی صلعم فقال
این اطلبک یا رسول اللہ قال عند فقہ ابی حنیفۃ انتہی۔ یعنے حضرت داتا گنج بخش صاحب
کشف المحجوب میں لکھتے ہیں کہ تحقیق معاذ رازی نے دیکھا آنحضرت کو پس عرض کیا کہ آپکو کہاں ڈھونڈوں
آپ نے فرمایا کہ امام ابو حنیفہ کی فقہ کے پاس صاحب میزان الشعرانی اپنی کتاب کے صفحہ ۰۰ میں اُس
شخص کی تردید میں جسنے امام فخر الدین رازی کی کتاب سے کچھ اعتراض امام ابو حنیفہؒ پر جمع کیے تھے
اسطرح تحریر فرماتے ہیں فقلت لہ ان الفخر الرازی بالنسبۃ الی الامام ابی حنیفۃ کطالب
العلم او کاحاد الرعیۃ مع السلطان الاعظم او کاحاد النجوم مع الشمس وکما حرم العلماء
علے الرعیۃ الطعن علی امامہم الاعظم الا بدلیل واضح کالشمس فکذلک یحرم علی
المقلدین الاعتراض والطعن علی ائمتہم فی الدین الا بنص واضح لا یحتمل التاویل انتہی
یعنے میں نے اُسکو کہا کہ امام فخر الدین رازی بہ نسبت امام ابو حنیفہ رح کے مثل ایک طالب علم کی ہے یا
اُسکو ایسی نسبت ہے جیسے ایک بڑے بادشاہ کے ساتھ رعایا میں سے کسی شخص کو یا ایک ستارہ کو
سورج کے ساتھ اور جسطرح علما نے رعیت کو اپنے بادشاہوں پر بغیر دلیل صحیح جیسے روشن کے طعن کرنا حرام
کیا ہے اسیطرح مقلدین پر بغیر نص روشن غیر محتمل تاویل کے اپنے ائمہ دین پر اعتراض و طعن کرنا حرام کیا ہے
اسیطرح اور بہت سے علمائے کرام نے امام ابو حنیفہؒ اور اونکی فقہ کی توثیق میں دفتر کے دفتر لکھے ہیں جسکو اونکا شوق
دیکھنا مطلوب ہو میری کتاب حدائق الحنفیہ سے جو عنقریب چھپنے والی ہے دیکھ لے۔ پس یہاں غور کرنا چاہیئے
کہ بقول عارف شعرانی امام فخر الدین رازی جیسے شخص کو جو اپنے زمانہ کا امام اجل گذرے ہیں امام ہمام ابو حنیفہ
کے آگے ایک ادنے طالب علم جیسی حیثیت ہے تو آپ اُردو ترجمہ خوان کس قطار و شمار میں ہیں بقول مشہور کیا
پدی اور کیا پدی کا شوربا۔ یہ آپ اچھی طرح سے سمجھ رکھیں کہ زبان درازی سے فقہ حنفیہ کا تو کچھ نہیں بگڑیگا
صرف آپ ہی ٹکریں مار مار کر مرجائینگے ع یا ناطح الجبل العالی لیکلمہ اشفق علے الراس لا
تشفق علے الجبل ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ہدیتنا وہب لنا من لدنک رحمۃ انک
انت الوہاب تمت

اطلاع چونکہ حسب قانون بستم ۲۵ شئہ ء اس رسالہ کے حق تصنیف کی اجازت بنام عبدالعزیز کو ہے اسلئے بغیر اجازت
مصنف کے کوئی صاحب اسکے طبع کرانے کی مبادرت نکرے۔

مطبوعہ مطبع محمدی ۱۳۰۰ھ-لاہور کا آخری صفحہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد للہِ الذی قد کرّم بنی آدم علی جمیع الأشیاء و الصلاۃ و السلام علی رسولہ محمدن الذی أفضل الرسل و خاتم الأنبیاء و علی اٰلہ و أصحابہ الذین بذلوا اجھدَھم لإصلاح الأطغیاء و علی تابعیھم و تبع تابعیھم خصوصاً أئمۃ المجتھدین و المحدّثین و الفقھاء.

امّا بعد!

بندہ درگاہِ ربّ الصمد فقیر محمد چتنوی[1] اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں عرض کرتا ہے کہ کچھ عرصہ ہوا ہے کہ مولوی غلام قادر صاحب و مولوی بغدادی صاحب نے فرقہ وہابیہ کی زبان درازی و سوءِ ادبی سے جو بحقِ بزرگانِ دین- خصوصاً امامُ ائمۃِ المجتہدین ابو حنیفہ رَحْمَۃُاللّٰہِ عَلَیْہ -کررہے ہیں، تنگ آکر اور اس شعر پر عمل کرکے

ظلم ہے احمقوں کی منہ زوری
تنگ یہ بے لگام کرتے ہیں

بمقام سیالکوٹ ایک مجمعِ عام میں، جس میں پنجاب کے وہابیوں کے اکثر بڑے بڑے سرکردہ معہ اپنے اپنے کتب خانوں و شاگرد پیشہ کے موجود تھے، بطورِ نمونہ دو تین مقام اُن بے ادبیوں میں سے جو مولوی محمد اسماعیل صاحب امام فرقہ وہابیہ نے اپنی کتاب ''تقویۃ الایمان'' میں کل انبیائے عظام- خصوصاً افضل البشر سیّد الرسل خاتم الانبیاء محمد مصطفیٰ- کے حق میں کی ہیں، پیش کرکے قرآن و حدیث سے مؤلّفِ کتابِ مذکور کا کفر ثابت کیا اور مخاطبین کو اس امر پر مجبور کیا کہ:

یا تو اپنے فرقہ کے پیشوا کی تقلید کو ترک کرکے وہ مسلک اختیار کریں جو خیر القرون سے لے کر تیرہویں صدی تک سلف و خلف اہلِ سنت و جماعت کا جو مذاہبِ اربعہ میں منحصر ہیں، قرن بعد قرن چلا آتا ہے، جس کی حقّیت اور خلاف ورزی میں

(1)۔۔: چتن مضافات شہر جہلم میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ ۱۲

حسبِ ذیل آیات واحادیث تاکیداً و وعیداً وارد ہیں:۔

پہلی آیت:

سورۂ نساء میں ہے:

﴿وَيَتَّبِعۡ غَيۡرَ سَبِيۡلِ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصۡلِهٖ جَهَنَّمَ‌ؕ وَسَآءَتۡ مَصِيۡرًا﴾(1)

یعنی، جو کوئی پیروی کرے غیر راستہ مومنوں کی، متوجہ کریں گے ہم اُس کو جدھر متوجہ ہوا ہے اور داخل کریں گے ہم اُس کو دوزخ میں اور بُری ہے جگہ پھر جانے کی۔

دوسری آیت:

سورۂ آل عمران میں ہے:

﴿وَلَا تَكُوۡنُوۡا كَالَّذِيۡنَ تَفَرَّقُوۡا وَاخۡتَلَفُوۡا مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جَآءَهُمُ الۡبَيِّنٰتُ‌ؕ وَاُولٰٓئِكَ لَهُمۡ عَذَابٌ عَظِيۡمٌ﴾(2)

اور مت ہو مانند اُن لوگوں کے کہ متفرّق ہوئے اور اختلاف کیا پیچھے اس کے کہ آئیں اُن کے پاس دلیلیں اور یہ لوگ واسطے اُن کے عذاب ہے بڑا۔

"فتح الرحمن" میں شاہ ولی اللہ صاحب محدّث نے اس آیت کے نیچے لکھا ہے:

یعنی، تفرق در اصول دین حرام است که جمعی معتزلی باشند و جمعی شیعه و علی ہذا القیاس۔ انتہی(3)

[یعنی، اصولِ دین میں متفرق ہونا حرام ہے، جیسا کہ تمام معتزلہ وشیعہ ہوگئے۔]

پہلی حدیث:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْهُما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

«إِنَّ اللّٰہَ لَا يَجْمَعُ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ وَيَدُ اللّٰہِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَمَنْ شَذَّ شَذَّ فِي

(1)۔۔: پانچواں سیپارہ، چوتھا پاؤ۔ [پ:۵، النساء، ۱۱۵]

(2)۔۔: چوتھا سیپارہ پہلا پاؤ۔ [پ:۴، آل عمران، ۱۰۵]

(3)۔۔: فتح الرحمن:

النَّار». رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ[1]

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم] نے کہ تحقیق اللہ نہ جمع کرے گا میری امت کو اوپر گمراہی کے اور ہاتھ خدا کا ہے اوپر جماعت کے اور جو شخص اکیلا ہو گیا جماعت سے، دھکیلا گیا دوزخ میں۔

دوسری حدیث:

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: «اتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّہُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ». رَوَاهُ ابْنُ مَاجَہْ[2]

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم] نے کہ پیروی کرو جماعت بڑی کی، پس تحقیق جو شخص جماعت سے اکیلا ہو گیا، دھکیلا گیا دوزخ میں۔

شیخ عبد الحق محدّثِ دہلوی نے اس حدیث کے نیچے لکھا ہے:

ومراد حث و ترغیب است بر اتباع آنچہ اکثر علماء دران جانب اند۔ انتہی[3]

[اور مراد سوادِ اعظم اہلِ سنت کی اتباع پر ابھارنا اور ترغیب دینا ہے۔]

اور "مجمع البحار" میں شیخ محمد طاہر نے تحریر کیا ہے:

انظروا إلى ما عليه أكثر علماء المسلمين من الاعتقاد والقول والفعل فاتبعوهم فيه فإنه هو الحق وما عداه الباطل. انتهى[4]

[یعنی، اکثر علمائے مسلمین جن اعتقاد، قول اور فعل پر ہیں، اس میں اُنہیں کی پیروی کرو کہ یہی حق ہے اور ماسوا اس کے باطل ہے۔]

---

(1)۔۔: یہ حدیث مشکوۃ کے [کتاب الْإِیمَان] باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ کے فصل دُوُم [رقم 173۔1/61] میں ہے۔

(2)۔۔: ایضاً ایضاً، [رقم 174۔1/62]

(3)۔۔: اشعة اللمعات: كتاب الْإِيمَان، باب الاعتصام بالكتاب والسنة، فصل دوّم، 143/1

(4)۔۔: [مجمع بحار الأنوار في غرائب التنزيل ولطائف الأخبار: حرف السين، تحت لفظِ سود، 481/5]

تیسری حدیث:

عَنْ مُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ:

«إِنَّ الشَّيْطَانَ ذِئْبُ الْإِنْسَانِ كَذِئْبِ الْغَنَمِ يَأْخُذُ الشَّاذَّةَ وَالْقَاصِيَةَ وَالنَّاحِيَةَ وَإِيَّاكُمْ وَالشِّعَابَ وَعَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَالْعَامَّةِ». رَوَاهُ أَحْمد[1]

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم] نے کہ تحقیق شیطان آدمی کا بھیڑیا ہے مثل بھیڑیئے بکری کے، جو پکڑتا ہے گلہ میں سے نکلی ہوئی بکری اور پیچھے رہی ہوئی اور کنارہ کنارہ چلنے والی بکری کو اور بچو تم مختلف راستہ پہاڑوں سے اور لازم پکڑو اپنے اوپر پیروی جماعتِ کثیرہ کی۔

شیخ عبد الحق نے اس کے نیچے لکھا ہے:

اشارت است بآنکه معتبر اتباع اکثر و جمہور است چه اتفاق کل درہمه احکام واقع نه که ممکن نیست۔ انتہی[2]

[اس طرف اشارہ ہے کہ جمہور و اکثر کی اتباع معتبر ہے؛ کیوں کہ سب کا تمام احکام میں متفق ہونا ممکن نہیں ہے۔]

چوتھی حدیث:

وَعَنْ أَبِي ذَرٍّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ:

«مَنْ فَارَقَ الْجَمَاعَةَ شِبْرًا فقد خلع رقة الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ». رَوَاهُ أَحْمَدُ وَأَبُو دَاوُدَ[3]

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم] نے کہ جو جدا ہو گیا جماعت مسلمانوں سے ایک بالشت، پس تحقیق اُس نے اُتارا، ربقہ اسلام کا اپنی گردن سے۔

پانچویں حدیث:

---

(1)۔۔: ایضاً ایضاً، [الْفَصْل الثَّالِث، رقم 184۔ 1/ 65]

(2)۔۔: اشعة اللمعات: کتاب الْإِيمَان، باب الاعتصام بالکتاب و السنة، فصل سوم، 146/1

(3)۔۔: یہ حدیث مشکوۃ کے باب ال فضائل سید المرسلین کے فصل دوم میں ہے۔ [کتاب الایمان: بَاب الِاعْتِصَام بِالْكتاب وَالسّنة، الْفَصْل الثَّالِث، رقم 185۔ 65/1]

وَعَنْ أَبِي مَالِكٍ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

«إِنَّ اللهَ عَزَّ وَجَلَّ أَجَارَكُمْ مِنْ ثَلَاثِ خِلَالٍ: أَنْ لَا يَدْعُوَ عَلَيْكُمْ نَبِيُّكُمْ فَتَهْلَكُوا جَمِيعًا وَأَنْ لَا يُظْهِرَ أَهْلَ الْبَاطِلِ على أهلِ الحقِ وَأَن لَا تجتمِعوا على ضَلَالَة». رَوَاهُ أَبُو دَاوُد[1]

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم] نے کہ تحقیق خدا تعالیٰ نے پناہ دی تم کو تین خصلت سے:

ایک یہ کہ تم پر تمہارا پیغمبر بد دعا نہ کرے کہ تم سب کے سب مر جاؤ۔
دوسرے یہ کہ غالب نہ آئیں اہلِ باطل، اہلِ حق پر۔
تیسرے جمع نہ ہوگے تم گمراہی پر۔
شیخ عبد الحق نے اس حدیث کے نیچے لکھا ہے:

واین دلیل است بر آنکه اجماع حجت است که عبارت است از اتفاق علمای ہر عصر بر حکمی شرعی و مراد بعلماء مجتہد انند۔ انتہی[2]

[یہ اجماع کے حجت ہونے کی دلیل ہے؛ کیوں کہ ہر زمانے کے علما کے کسی حکم پر اتفاق و اتحاد سے عبارت ہے اور علما سے مراد مجتہدین ہیں۔]

چھٹی حدیث:

وَعَن عَمْرو بن قَيْسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

«وَعَدَنِي فِي أُمَّتِي وَأَجَارَهُمْ مِنْ ثَلَاثٍ: لَا يَعُمُّهُمْ بِسَنَةٍ وَلَا يَسْتَأْصِلُهُمْ عَدُوٌّ

(1)۔۔: ایضاً ایضاً، [كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين، الْفَصْل الثَّانِي، رقم 5755۔ 1603/3]

(2)۔۔: شرح مشکوۃ: جلد ۴، صفحہ ۱۵۶، مطبوعہ دہلی۔ [اشعة اللمعات: كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين، فصلِ دُوُم، 473/4]

وَلَا يجمعهُمْ على ضَلَالَة». رَوَاهُ دَارِمِيّ[1]

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم] نے کہ تحقیق اللہ نے وعدہ کیا مجھ سے میری امت کے حق میں اور پناہ دی اُن کو تین باتوں سے:

ایک یہ کہ ہلاک نہ کرے گا سب کو ساتھ قحط کے۔

دُوم: برباد نہ کر سکیں گے اُن کو دشمن۔

سِوُم: متّفق نہ ہوں گے گمراہی پر۔

ساتویں حدیث:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

«مَنْ فَارَقَ الجَمَاعَةَ شِبْرًا فَمَاتَ، إِلَّا مَاتَ مِيتَةً جَاهِلِيَّةً». رَوَاهُ البخاري[2]

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم] نے کہ جو جماعت کو چھوڑے گا اور مرے گا تو اُس کی موت بطور کفر ہے۔

آٹھویں حدیث:

عَنِ الحارِثِ الْأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

«آمُرُكُمْ بِخَمْسٍ: بِالْجَمَاعَةِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ وَالْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ وَإِنَّهُ مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قِيدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ إِلَّا أَنْ يُرَاجِعَ وَمَنْ دَعَا بِدَعْوَى الْجَاهِلِيَّةِ فَهُوَ مِنْ جُثَى جَهَنَّمَ وَإِنْ صَامَ وَصَلَّى وَزَعَمَ أَنَّهُ مُسْلِمٌ». رَوَاهُ أَحْمدوَ التِّرْمِذِيّ[3]

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم] نے کہ حکم کرتا ہوں میں تم کو پانچ باتوں کا: جماعت کی پیروی اور سننا و قبول کرنا کلمۂ حق کا امرا و علما سے اور جہاد کرنا خدا کے راستہ میں اور تحقیق جو شخص نکلا جماعت سے ایک بالشت بھر، پس تحقیق اُتارا، ربقہ

(1)۔۔: یہ حدیث مشکوۃ کے باب فضائل سید المرسلین میں ہے۔ [کتاب الفضائل والشمائل، الْفَصْل الثَّانِي، رقم5763۔1605/3]

(2)۔۔: یہ حدیث مشارق الانوار صفحہ ۲۲ میں ہے۔ [کتاب تک رسائی نہیں ہو سکی۔]

(3)۔۔: یہ حدیث مشکوۃ کے کتاب الامارۃ والقضاء کے فصل سوم [، رقم 3694۔1092/2] میں ہے۔

اسلام کا اپنی گردن سے۔

نویں حدیث:

عَن عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ:

«من سرّہ أن يسكن بُحبُوحَةَ الْجَنَّةِ فعَلَيْهِ بِالْجَمَاعَةِ، فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْفَذِّ، وَهُوَ مِنَ الِاثْنَيْنِ أَبْعَدُ». (1)

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّى اللّٰہ عَلَيْہِ وَسَلَّم] نے جو شخص پسند کرتا ہے اس بات کو کہ آباد کیا جائے میانۂ بہشت میں، پس اُس پر لازم ہے پیروی جماعت کی؛ کیوں کہ شیطان ساتھ اکیلے کے ہے۔

دسویں حدیث:

عَنْ أَبِي بَصْرَةَ الْغِفَارِيِّ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُ، قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ:

«سَأَلْتُ رَبِّي... أَنْ لَا يَجْتَمِعَ أُمَّتِي عَلَى ضَلَالَةٍ فَأَعْطَانِيهَا» رواہ الطبرانی (2)

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم] نے کہ سوال کیا میں نے اپنے ربّ سے کہ نہ جمع ہو امت میری گمراہی پر، پس اُس نے عطا کیا مجھ کو۔

گیارہویں حدیث:

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰہُ عَنْہُما، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّمَ:

«إِنّ اللّٰہَ لَا يَجْمَعُ هَذِهِ الْأُمَّةَ عَلَى الضَّلَالَةِ أَبَدًا» وَ[قَالَ:]«يَدُ اللّٰہِ عَلَى الْجَمَاعَةِ فَاتَّبِعُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ، فَإِنَّهُ مَنْ شَذَّ شَذَّ فِي النَّارِ» رواہ ابونعیم والحاکم (3)

یعنی، فرمایا رسولِ خدا [صَلَّى اللّٰہُ عَلَيْہِ وَسَلَّم] نے کہ تحقیق اللہ نہ جمع کرے گا

---

(1)۔۔: یہ حدیث معالم التنزیل کے صفحہ ۱۷۹ میں ہے۔[معالم التنزيل في تفسير القرآن/ تفسير البغوي: سورۃ آل عمران، تحت آیت ۱۰۵۔489/1]

(2)۔۔: یہ حدیث شرح سفر السعادت، مطبوعہ نول کشور کے صفحہ ۳۷۲ میں ہے۔[دربیان حجیت اجماع، ص572]

(3)۔۔: ایضاً۔[دربیان حجیت اجماع، ص572]

اس امت کو گمراہی پر ہمیشہ اور یہ کہ ہاتھ اللہ کا ہے ساتھ جماعت کے، پس پیروی کرو گروہ بڑے کی، پس جو شخص اکیلا ہوا، دھکیلا گیا دوزخ میں۔

بارہویں حدیث:

عَنْ ابن مسعود رَضِيَ اللهُ عَنْهُ:

«مَا رَآهُ الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ حَسَنٌ، وَمَا رَآهُ الْمُسْلِمُونَ قَبِيحًا فَهُوَ عِنْدَ اللهِ قَبِيحٌ» (1)

یعنی، جس چیز کو دیکھیں مسلمان اچھی، پس وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے اور جس چیز کو دیکھیں مسلمان قبیح، پس خدا کے نزدیک بھی قبیح ہے۔

تیرہویں حدیث:

وَعَنْ حُذَيْفَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، قُلْتُ: فَهَلْ بَعْدَ ذَلِكَ الْخَيْرِ مِنْ شَرٍّ؟ قَالَ: «نَعَمْ دُعَاةٌ عَلَى أَبْوَابِ جَهَنَّمَ مَنْ أَجَابَهُمْ إِلَيْهَا قَذَفُوهُ فِيهَا». قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللهِ صِفْهُمْ لَنَا. قَالَ: «هُمْ مِنْ جِلْدَتِنَا وَيَتَكَلَّمُونَ بِأَلْسِنَتِنَا». قُلْتُ: فَمَا تَأْمُرُنِي إِنْ أَدْرَكَنِي ذَلِكَ؟ قَالَ: «تَلْزَمُ جَمَاعَةَ الْمُسْلِمِينَ وَإِمَامَهُمْ» انتهى ملخّصاً، رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ ومُسلم (2)

یعنی، حضرت حذیفہ بن الیمان کہتے ہیں کہ میں نے آں حضرت [صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم] سے عرض کیا کہ آیا اس عمدہ زمانہ کے بعد بھی شر ہے؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! دوزخ کے دروازوں پر بلانے والے کھڑے ہیں، جو اُن کی مانے گا دوزخ میں لے جائیں گے۔ میں نے عرض کی: یا رسولِ خدا! وہ کون ہیں؟ اُن کا حال بیان فرمایئے؟ فرمایا: وہ لوگ ہماری قوم و ملت سے ہوں گے اور ہماری زبان (یعنی، قرآن و حدیث) سے کلام کریں گے۔ میں نے عرض کی کہ اگر اُن کا زمانہ پاؤں تو کیا کروں؟ فرمایا کہ لازم پکڑو پیروی مسلمانوں اور اُن کے امام کی۔

یا اپنے پیشوا مؤلّفِ کتابِ مذکور کے ہر ایک قول کو کتاب و حدیث سے ثابت

(1)۔۔: ایضاً۔[دربیان حجیت اجماع، ص572][المستدرک علی الصحیحین: کتاب معرفة الصحابة رضي الله عنهم، رقم4465۔83/3 بتغیر]

(2)۔۔: پوری حدیث مشکوۃ کے کتاب الفتن کے فصل اوّل[5382۔3/1481] میں ہے۔

کریں، چناں چہ اُس وقت تو حسب فحوائے -الحقّ یعلو و لا یعلیٰ- کے اس فرقہ میں سے کوئی مولوی بھی اس الزام کے دفع کرنے میں چوں وچرا تک نہ کر سکا، حالاں کہ اس فرقہ کے بڑے بڑے سرغنے علاوہ ضلع سیالکوٹ کے جہلم و وزیر آباد وغیرہ مقامات دُور دراز سے آکر کوس لِمَنِ الْمُلْکُ[1] اور ہیچو من دگرے نیست[2] کا دم مار رہے تھے، مگر سب کے سب ایسے ساکت ہوئے کہ ایک ہی فلاخن میں ﴿وَ قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَ زَهَقَ الْبٰطِلُ ؕ اِنَّ الْبٰطِلَ كَانَ زَهُوْقًا﴾[3] کے مصداق بنے اور ایسی رُسوائی نصیب ہوئی کہ خدا اعداء کے بھی نصیب نہ کرے۔ اُس وقت تو سب لوگوں کو یہی یقین ہو گیا تھا کہ اب یہ فرقہ اپنے پیشوا کے عقائد فاسدہ سے باز آکر آئندہ کو اُس کی تقلید سے توبۃُ النُّصوح کرے گا، مگر"شرم چہ کتی است کہ پیش مرداں بیاید"[4] تھوڑے ہی دنوں کے بعد شیخ محی الدین تاجر کتب لاہور نے -(جس کو ائمہ اربعہ خصوصاً امام اعظم سے دلی بغض وعداوت ہے اور ایک دو ایسے اہل علم کی مدد سے جو بسبب اپنی سادہ لوحی، بلکہ مخبوط الحواسی کے بطور دیگر وجہ معیشت کے پیدا کرنے سے معذور ہیں ہر وقت اسی مخمصہ میں مستغرق رہتا ہے کہ کہیں کوئی نقص حنفیوں میں ملے کہ جلدی چھپوا کر اس کے دام کھرے کروں) بجواب اس اشتہار کے جو "صمصام قادری و سنان بغدادی"[5] کے نام سے اس غرض سے مشتہر ہوا تھا کہ مباحثہ مذکور کا، راست راست واصل اصل سب حال اہل دُور دراز کو بخوبی معلوم ہو جائے -ایک رسالہ "ستارۂ محمدی"[6] کے نام سے تالیف کر کے چھپوایا اور اس میں، ع:

---

(1)--:[صرف اپنی بادشاہت کا نکارہ۔]

(2)--:[ہم جیسا کوئی نہیں۔]

(3)--:[اور فرماؤ کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا، بے شک باطل کو مٹنا ہی تھا۔][پ:۱۵، بنی اسرائیل، ۸۱]

(4)--:[شرم کیا چیز ہے جو مردوں کے آگے ٹھہر جائے۔]

(5)--:[صمصام قادری وسنان بغدادی، کتابِ ہذا کے آخر میں ملحق کر دی گئی ہے۔]

(6)--:[یہ رسالہ (۲۴ صفحات) مولوی محی الدین وہابی (تاجر کتب لاہور) کا تصنیف کردہ ہے جو کہ مولانا غلام قادر بھیروی کے رسالہ "صمصام قادری و سنان بغدادی" کے جواب میں ۱۳۰۰ھ / ۱۸۸۲ء میں مطبع محمدی-لاہور سے شائع ہوا۔]

فکر ہرکس بقدر ہمت اوست

اپنے پیشوا کے عقائد باطلہ کو جو سراسر توہین انبیاء عَلَیہِم السَّلَامُ پر دال تھے، مدلّل ثابت کرکے ﴿ضَلُّوْا وَاَضَلُّوْا﴾ کا مصداق بنا، جس کا جواب الجواب بھی ترکی بہ ترکی رسالہ ”نیّر اعظم فی تفضیل رسول الاکرم“[(1)] نام میں چھپ گیا، لیکن انہیں ایام میں ایک اور رسالہ ”شہاب ثاقب“ نام مولوی عبداللہ صاحب غیر مقلد نے چھپوایا، جس میں اُنہوں نے اپنی دانست میں مؤلف ”ستارۂ محمدی“ سے خفت انبیاء کو قوی دلائل سے ثابت کیا، چوں کہ اس کے مؤلف نے عام اس سے کہ اس نے خود دھوکہ کھایا یا دھوکہ دہی عوام کی غرض سے عمداً اپنے دعوی میں کتابوں کی ایسی عبارات کو پیش کیا، جن کو ان کے مدّعا سے کچھ بھی تعلق نہیں ہے، مگر ان سے عوام کا جلد دھوکہ میں آجانا متصوّر ہے اور نیز مؤلف ”ستارۂ محمدی“ نے ستارہ کو از سر نو ترمیم اور اُس میں کچھ اضافہ کرکے مکرّر چھپوایا ہے اور ایسے ایسے مقامات کو جن پر طفلِ مکتب بھی بازاروں میں تمسخر کرتے اور کہتے پھرتے ہیں کہ تیرہ سو سال تک تو ”ستارۂ محمدی“ نہ چمکا تھا، اب تیرہویں صدی کے اخیر میں ایک تاجر کتب کی دوکان سے چمک اُٹھا، بالکل نکال کر اُن کی جگہ اور حشو وزوائد بھر دیا، اس لیے اس بندۂ درگاہ نے باوجود عدم فرصتی اور کثرتِ شواغلِ دنیاوی کے جو لازمہ وجہِ معیشت ہیں، یہ انسب جانا کہ جس طرح ہو سکے اس رسالہ کا مختصر جواب لکھ کر مسلمان بھائیوں کو ورطۂ ضلالت میں پڑنے سے روکا جائے اور ساتھ ہی ”ستارۂ محمدی“ کی ہفوات کا ردّ بھی مختصراً لکھ دیا جائے، تاکہ یہ جواب الجواب بیک کرشمہ دو کار کا کام دے اور اس کے علاحدہ جواب کے لیے لوگوں کو چنداں محتاج نہ ہونا پڑے۔ پس اس رسالہ کا نام ”آفتاب محمدی“ رکھا اور اس میں مؤلّفینِ رسالہ ہائے مذکورہ بالا کی عبارات واقوال کو ایسے طرز پر لکھ کر اُن کی تردید کی گئی ہے کہ پڑھنے والوں کو بغیر اُن کے پاس رکھنے کے بھی ترتیب وار اور صاف صاف مطلب بخوبی سمجھ میں آسکے۔ وما توفیقی الا باللہ

(رسائل محدّثِ قصوری: رسالہ عروۃ المقلّدین، ضمیمہ، حاشیہ از: مرتّبین، 386/1)

(1)۔۔: [نیّر اعظم فی تفضیل رسول الاکرم: کتاب کے بارے میں معلومات نہیں ہو سکی۔]

[**سوال:**]

مؤلّفِ ''شہابِ ثاقب'' نے پہلے ایک آیت اور چار احادیث اس مضمون کی لکھ کر کہ بلا تحقیق کسی مسلمان کو کفر کی نسبت نہ دینی چاہئے، کتاب ''درّ المختار'' سے لکھا ہے کہ:
''فتویٰ نہ دیا جائے کسی مسلمان کے کفر کا، جب تک ہو سکے اُس کے کلام کی تاویل صحیح یا ہو ایسی بات کہنے والے کے کفر میں خلاف، اگر چہ ہو خلاف والا قولِ ضعیف۔ انتہیٰ''

جواب:

ہم تو آیت اور احادیث و قولِ محوّلہ کو بالرّأس والعین مانتے ہیں اور حتّٰی الامکان تاویل کے ہوتے کسی اہلِ قبلہ کی تکفیر کی جراءت نہیں کر سکتے، یہاں تک کہ یزید پر لعنت کرنے سے بھی پرہیز کرتے ہیں؛ کیوں کہ اُس نے جو کچھ کیا، اپنے لئے کیا، اُس کے فعل سے کسی کے عقیدہ میں فرق نہیں پڑا، بخلاف مولوی محمد اسماعیل صاحب کے کہ گو ان سے بعض عمدہ کام بھی واقع ہوئے ہیں، مگر انبیاء عَلَیۡهِم السَّلَامُ کے حق میں ان سے ایسی بے ادبیاں صادر نہیں ہوئیں کہ اُن کی کچھ تاویل ہو سکے اور صرف ان بے ادبیوں پر ہی کیا منحصر ہے، بلکہ اُن کی تمام کتاب ہی ماشاء اللہ مخالفِ عقائدِ اہلِ سنت و جماعت ہے، جس کی تردید میں متعدّد رسائل تالیف ہوئے ہیں، چناں چہ وہ تضعیف الایمان کے لقب سے ملقّب ہو رہی ہے اور اُس سے ہندوستان کے اہلِ اسلام کو ایسا نقصان پہنچا ہے کہ آپس میں بالکل پھٹ گئے ہیں اور متفرّق ہو گئے ہیں، جس سے مولوی اسماعیل صاحب بجائے اس کے کہ ''صحیح مسلم'' کی اس حدیث کے پہلے جملے «مَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً حَسَنَةً»[1] کے مصداق بنتے، اُس کے دوسرے جملہ «وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً، كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهِ، مِنْ غَيْرِ أَنْ يَنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ

---

(1)۔۔:[حدیثِ مبارکہ کا مکمل ترجمہ ملاحظہ: جو اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کرے، اسے اپنے عمل اور ان کے عملوں کا ثواب ہے جو اس پر کار بند ہوں، ان کا ثواب کم ہوئے بغیر اور جو اسلام میں بُرا طریقہ ایجاد کرے، اس پر اپنی بد عملی کا گناہ ہے اور ان کی بد عملیوں کا جو اس کے بعد ان پر کار بند ہوں، اس کے بغیر ان کے گناہوں سے کچھ کم ہو۔]

شَيْءٌ»[1] کے مصداق بنے۔

پس ہمارے علماء نے مولوی صاحب موصوف کی نسبت تکفیر کا فتویٰ صرف اس غرض سے دیا تھا کہ دوسرے مسلمان لوگ اُن کے عقائدِ فاسدہ میں، جو کتابِ مذکور میں مندرج ہیں، مبتلا ہو کر گمراہ نہ ہوں اور ایسی حالت میں تکفیر تو ایک طرف رہی، سیاستاً بادشاہ کو ایسے آدمی کا قتل کرنا بھی جائز ہے۔ چناں چہ "شامی شرح درمختار" میں لکھا ہے:

وَالْمُبْتَدِعُ لَوْ لَهُ دَلَالَةٌ وَدَعْوَةٌ لِلنَّاسِ إِلَى بِدْعَتِهِ وَيَتَوَهَّمُ مِنْهُ أَنْ يَنْشُرَ الْبِدْعَةَ وَإِنْ لَمْ يُحْكَمْ بِكُفْرِهِ جَازَ لِلسُّلْطَانِ قَتْلُهُ سِيَاسَةً وَزَجْرًا لِأَنَّ فَسَادَهُ أَعْلَى وَأَعَمُّ حَيْثُ يُؤَثِّرُ فِي الدِّينِ.[2]

[یعنی، بدعتی اگر لوگوں کو بدعت کی دعوت نہ بھی دیتا ہو، محض اس سے اشاعتِ بدعت کا گمان ہو، اگرچہ اُس کے کفر کا حکم نہ کیا گیا ہو تو بھی سلطان کے لئے اُسے سیاستاً و زجر و توبیخ کے طور پر قتل کرنا جائز ہے کہ اس کا فساد بہت بڑا اور بہت عام ہے کہ وہ دین میں اثر انداز ہوتا ہے۔]

مگر افسوس یہ ہے کہ آپ لوگ ان احادیث و آیت پر عمل پیرا نہیں ہوتے، بلکہ آیت ﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ﴾[3] پر پورا پورا عمل کر رہے ہیں۔ چناں چہ آپ کے مجتہدِ عصر مولوی غلام علی امرتسری نے اپنے رسالہ "تحقیق الکلام" کے صفحہ ۵۵و۵۶ میں شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی اور عارف نامی مولانا عبد الرحمن جامی جیسے بزرگوں کو جن کی جلالت و عظمت اور ثقاہت متّفق علیہ زمانہ ہے، تکفیر کا فتویٰ دے دیا، صرف اس قصور پر کہ سعدی نے گلستان میں؂

زینہار از قرین بد زینہار   وقنا ربّنا عذاب النار

---

(1)۔۔:[صحیح مسلم: کتاب الزکاۃ، باب الحث علی الصدقۃ ولو بشق تمرۃ، أو کلمۃ طیبۃ وأنها حجاب من النار، رقم (1017)]

(2)۔۔: جلد ثالث: صفحہ ۲۹۷، مطبوعہ دہلی۔[رد المحتار علی الدر المختار: کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب توبۃ الیأس مقبولۃ دون إیمان الیأس، 243/4]

(3)۔۔:[کیا لوگوں کو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور اپنی جانوں کو بھولتے ہو۔][پ:۱، البقرہ، ۴۴]

اور مولانا جامی نے "یوسف زلیخا" میں موقع معراج آں حضرت[صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم]میں ؎

شد از سبوحیان گردون صداده سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ

سے تضمین کر کے قرآن کی آیتوں کو اپنے سیاق سے نکال کر اپنی جنسِ کلام میں سے کیوں کر دیا؛ کیوں کہ آیاتِ مذکورہ کو خدا نے ایسے موقع پر نازل نہیں فرمایا تھا، جس پر اُنہوں نے اُن کو وارد کیا ہے۔

حالاں کہ پہلی تضمین کو اُن کا آیت قرار دینا صاف اس بات کو ثابت کرتا ہے کہ قرآن شریف سے مجتہد صاحب کو بالکل مزاولت نہیں، ورنہ کبھی اُس کو آیت قرار دے کر ایسے بزرگ کی تکفیر پر مستعد نہ ہو جاتے؛ کیوں کہ["وقنا ربّنا عذاب النار" کے الفاظ کی پورے قرآن پاک میں کوئی آیت نہیں ہے، قرآن پاک میں]فقط﴿وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(1) یا ﴿فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(2) آیا ہے۔

اور دوسری تضمین کی اُن کا یہ کہنا کہ آیت اپنے سیاق سے نکل گئی ہے، صرف اُن کی سوءِ فہمی ہے، کوئی اہلِ علم جس کو ذرا بھی تمیز ہو گی اُس کو اپنے سیاق سے نکلا ہوا نہ سمجھے گا؛ کیوں کہ اس شعر کا صرف یہی مطلب ہے کہ جب آں حضرت[صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] معراج کے وقت آسمان پر پہنچے تو فرشتوں نے اُن کا یہ عروج دیکھ کر اس آیت کو جو خاص معراج کے ہی بیان میں وارد ہے، حکایۃً بطورِ تسبیح جنابِ باری تعالٰی کے بعینہ پڑھ دیا یا اُس کا مضمون ادا کر دیا۔ جیسے احادیث میں وارد ہے کہ آں حضرت[صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم]بوقتِ افتتاحِ صلوۃ آیت﴿اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ﴾الخ(3) جو خاص ابراہیم عَلَیْہِ السَّلَامُ کے حق میں وارد ہے، نقلاً و حکایۃً پڑھا کرتے تھے۔

اگر یہ کہو کہ آیتِ مذکور ابھی حضرت[صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم]پر نازل نہ ہوئی تھی تو یہ کچھ قادح نہیں؛ کیوں کہ سورۂ قدر کی تفسیر میں تفاسیر اور "اشعۃ اللمعات

---

(1)۔۔:[پ:۲، البقرہ، ۲۰۱=پ:۳، آل عمران، ۱۶]

(2)۔۔:[پ:۴، آل عمران، ۱۹۱]

(3)۔۔:[پ:۷، الانعام، ۷۹]

شرح مشکوۃ" میں لکھا ہے کہ:

قرآن شریف لوحِ محفوظ سے لیلۃ القدر کو یک دفعہ دنیا کے آسمان پر بھیجا گیا تھا، جہاں سے جبرائیل[عَلَیْهِ السَّلَامُ] نے حسبِ موقع وضرورت عرصہ تئیس سال تک تھوڑا تھوڑا حضرت[صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم] کے پاس لے جاتے رہے اور ہر سال ماہِ رمضان میں بہیئتِ مجموعی ایک دفعہ حضرت[صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم] کو دکھایا جاتا تھا۔(1)

پس اس صورت میں ممکن ہے کہ فرشتوں کو قرآن یاد ہو گا، بلکہ ضرور ہو گا ؛کیوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ باتوں سے جو دنیا پر وقوع میں آنے کو ہوتی ہیں، واقف ہوتے ہیں۔ چناں چہ تفسیرِ "معالم التنزیل" میں آیت﴿وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّیٰطِیْنُ﴾(2) کی تفسیر میں لکھا ہے:

وَقَالَ السُّدِّيُّ:كَانَتِ الشَّيَاطِينُ تصعد إلى السماء،فيستمعون كَلَامَ الْمَلَائِكَةِفِيمَايَكُونُ فِي الْأَرْضِ مِنْ مَوْتٍ وَغَيْرِهِ،فَيَأْتُونَ الكهنة.انتهى(3)

[سدی کہتے ہیں:شیاطین آسمانوں پر جاکر فرشتوں کا کلام- کہ زمین پر جو کچھ وقوع پذیر ہوناہوتا، موت وغیرہ-سنتے اور واپس آکر کاہنوں کو بتاتے۔]

حالاں کہ معراج کا معاملہ تو ایسا تھا کہ ہزاروں سال سے فرشتے حضرت[صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم] کی آسمان پر آمد آمد کے انتظار میں تھے۔ پس مولانا جامی کے ایسا لکھنے سے کون سی قباحت لازم آگئی، جس کے لئے ایک عارف باللہ اور عالمِ ربانی کے کفر کا بلا تامل فتویٰ دے دیا اور حضرت مجتہد امرتسری نے رسالۂ مذکور میں صرف انہیں دو حضرات کی تکفیر پر فتویٰ دے اکتفا نہیں کیا، بلکہ صفحۂ اوّل میں کمال بے باکی وجراءت

(1)۔۔:[اشعة اللمعات شرح مشكاةالمصابيح: كتاب فضائل القرآن، باب اختلاف القراءات وجمع القرآن،تحت الحديث: وعن زيد بن ثابت قال: أرسل إلي أبو بكر رضي الله عنه مقتل أهل اليمامة.174/1]

(2)۔۔:[پ:۱،البقرہ،۱۰۲]

(3)۔۔:صفحہ ۴۱۔[معالم التنزيل في تفسير القرآن:سورة البقرة،تحت آيت ۱۰۲۔147/1]

سے اہلِ سنت وجماعت کے چاروں فرقہ نقش بندی و قادری و چشتی و سہر وردی اور چاروں مذہب حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کو- جس میں ہزاروں اولیائے کرام وعلمائے عظام اور رکنِ اسلام داخل ہیں-بدعتی قرار دے دیا۔

پھر صفحہ ۹ میں نقشبندیہ، قادریہ، چشتیہ، سہر وردیہ کو مشرک فی الرسالت اور مشرک فی الالوہیّت قرار دے کر صفحہ ۳۸ میں کافر کہا ہے اور صفحہ ۱۶ سے ۲۱ تک مولانا شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز صاحب محدّثین دہلوی کی- جن کے وجود باجود سے قرآن وحدیث وفقہ نے ہندوستان میں اشاعت پکڑی-وہ تشنیع کی ہے کہ اس سے بڑھ کر کسی اہلِ قبلہ کی کوئی نہیں کر سکتا۔ جابجااُن کو اور اُن کے خاندان کو سببِ مصلحتِ دنیاوی کے مؤیّد بدعت وضلالت قرار دیا اور اتنا خیال نہ کیا کہ جن بزرگانِ دین کو میں اس وقت بدعتی و مشرک قرار دیتا ہوں، دوسرے وقت میں ہر ایک دینی معاملہ کی تحقیق و تدقیق کے لئے انہیں کی تحریر کو مستند سمجھ کر اثباتِ دعویٰ میں پیش کرنے کے سوا چارہ نہ ہو گا اور بجز ان کی فضلہ خوری و کاسہ لیسی کے اور کچھ بن نہ پڑے گا۔ شاباش۔

انیکار از تو آید و مردان چنین کنند

نازم که بر رقیبان دامن کشان گذشتی

قولہ:

یہ کہنا کہ علمائے عرب وعجم کے فتویٰ مولوی اسماعیل کی تکفیر میں موجود ہیں، یہ محض بہتان ہے اور کارسازباتیں ہیں، اگر لکھے گئے ہیں تو ہمیں دکھاؤ۔ انتہی، ملخّصاً

جواب:

اگر آپ کو اُن فتووں کے دیکھنے کی ضرورت ہے تو آپ کتاب ”بوارقِ محمدیہ“[1]

---

(1)۔۔:[یہ سیف اللہ المسلول مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی علیہ الرحمہ (م:۱۲۸۹ھ) کی تاریخی تصنیف ہے، حال میں ہی اس کی دارالاسلام-لاہور سے عکسی اشاعت ہوئی ہے۔اس کتاب کے دو نام ہیں:(ا)البوارق المحمدیة لرجم الشیاطین النجدیة۔(۲)سوط الرحمن علی قرن الشیطان۔یہ کتاب فارسی زبان میں ہے،اس کے مقدّمہ کا ترجمہ و تلخیص قطبِ لاہور حضرت علامہ مولانا غلام قادر بھیروی علیہ الرحمہ (م:۱۳۲۷ھ) نے (شوارقِ صمدیہ ترجمہ بوارق محمدیہ) کے نام سے کیا تھا، جسے (جمادی

ردِّ کتاب ''تقویۃ الایمان''اور کتاب ''بحر الحقیقت''[1] اور رسالہ '' **فصل الخطاب بین السنی و بین احزابِ عدوِّ الوھاب**''[2] سے دیکھ لیں۔اگر یہ کتابیں آپ کو نہ مل سکیں تو آپ ''نیّرِ اعظم''ہی کو- جس میں ان فتاویٰ کا کچھ حصہ چھپا ہے- دیکھ کر اپنی تسلی کر لیں اور وہ جو''شہاب ثاقب''کے اخیر میں مفتی صدرالدین صاحب مرحوم صدر الصدور دہلی کے فتویٰ کی نقل شامل کی گئی ہے،وہ ہمارے لئے کچھ بھی مضر نہیں ہے ؛کیوں کہ **اوّل** تو مفتی صاحب اُس میں صاف لکھتے ہیں کہ:

''تقویۃ الایمان کو ہم نے نظرِ اجمال سے دیکھا۔''

اور یہ اُن کا فرمانا صحیح ہے؛کیوں کہ غدر کے بعد ۷۶۔۱۲۷۷ ہجری میں جن دنوں آپ درگاہ نظام الدین اولیاء میں فروکش تھے تو بندۂ درگاہ بھی بغرضِ حصولِ علم اُن کی خدمت میں حاضر ہوا تھا،چناں چہ تقریباً برس سوا برس اُن کی خدمت میں رہا، آپ اُس وقت بھی یہی فرماتے تھے کہ:

''ہم نے آج تک تقویۃ الایمان کو تفصیلی نظر سے نہیں دیکھا۔''

پس ظاہر ہے کہ جس چیز کو تفصیلی نظر سے نہ دیکھا جائے،اُس کے حسن و قبح کی نسبت کوئی قطعی فیصلہ نہیں ہو سکتا۔ایسا ہی مفتی صاحب مرحوم نے پہلے کتابِ مذکور کو سرسری نظر سے دیکھ کر اُس کی نسبت مجمل رائے دے دی، لیکن جب مولوی فضلِ حق صاحب مرحوم نے مولوی محمد اسماعیل کے عقائدِ فاسدہ مندرجہِ کتابِ مذکور کو بالتفصیل لکھ کر علمائے شاہ جہان کے سامنے پیش کیا تو سب نے معہ مفتی صاحب مرحوم کے اُن کی تکفیر کا فتویٰ دے دیا، چناں چہ اُس فتویٰ پر بھی مفتی صاحب کی مہر ثبت ہے۔علاوہ اس

الاخریٰ ۱۴۳۳ھ / مئی ۲۰۱۲ء) میں تاج الفحول اکیڈمی-بدایوں نے (وہابی تحریک: تاریخ اور عقائد) کے نام سے شائع کیا ہے۔اب اس علمی و تاریخی دستاویز کا مکمل ترجمہ عزیز دوست علامہ سیف اللہ ہزاروی صاحب کر رہے ہیں۔]

(1)۔-:[اس کتاب کے بارے میں معلومات نہیں ہو سکی۔]

(2)۔-:[یہ بھی سیف اللہ المسلول کی تصنیف ہے، جسے تاج الفحول اکیڈمی-بدایوں نے (ستمبر ۲۰۰۹ء/ رمضان ۱۴۳۰ھ) میں شہیدِ بغداد مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری علیہ الرحمہ کی (تسہیل، ترتیب، تخریج) سے شائع کیا ہے۔]

کے اگر مفتی صاحب مرحوم "تقویۃ الایمان" کو تفصیلی نظر سے دیکھ لیتے تو قطعِ نظر دیگر عقائدِ باطلہ سے جو اُس میں مندرج ہیں، خاص اس مسئلہ کے سبب سے بھی ضرور اُس کے مخالف رائے دیتے جو مولوی محمد اسماعیل نے اُس میں تشدّ الرحال کو شرک لکھا ہے؛ کیوں کہ مفتی صاحب نے اپنے رسالہ "منتہی المقال فی شرح حدیث لا تشدّ الرحال"[1] میں قبورِ صلحا خصوصاً انبیا کی زیارت کے لئے شدّ الرحال کے جواز پر بڑا زور دیا ہے اور ابن تیمیہ پر -جو اُس کے جواز کا منکر ہے- بشہادتِ فقہاے شافعیہ وحنفیہ مثل ابن حجر مکی و تقی سبکی وغیرہ علماے کرام کے بڑی تشنیع کی ہے اور اُس کے عقائدِ باطلہ کی ذم تواریخِ معتبرہ مثل بکری ونویری وغیرہ سے ثابت کی ہے۔ پس کیا ممکن تھا کہ اگر وہ کتابِ مذکور کو تفصیلی نظر سے دیکھ لیتے اور اُس پر مہر کر کے خود اپنے ہی رسالہ کے مردّد بن جاتے؟ یہ آپ ہی جیسے بے لگاموں کے حصہ میں آیا ہے کہ کہیں کچھ لکھ دیتے ہیں اور کہیں کچھ، جیسا کہ آپ کے پیشوا مولوی محمد اسماعیل کی کتاب "تقویۃ الایمان" و "ایضاح الحق" اور "صراط المستقیم" اور "رسالہ امامت" میں ایک دوسرے کے مناقض تحریریں موجود ہیں۔

دُوُم: اگر غور سے دیکھا جائے تو مفتی صاحب نے مستفتیوں کی صاف ناک کاٹ ڈالی ہے اور کوئی بھی لفظ صفت کا نہیں لکھا۔ چناں چہ لکھا ہے کہ:

" تقویۃ الایمان کو نظرِ اجمال سے دیکھا، باعتبارِ اصول اور اصل مقصود کے بہت خوب ہے۔"

سو اس میں کچھ شک نہیں، اصل مقصود اس کتاب سے ردِّ شرک ہے اور وہ خوب ہی ہے، اس میں کسی کو کلام ہی نہیں۔ اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ جو اس میں لکھا ہے، وہ عمدہ ہے۔ پھر لکھا ہے:

"اور مولوی اسماعیل صاحب کو ایسا دیکھا کہ پھر کسی کو ایسا نہ دیکھا۔"

یہ ذو معنی مقولہ ہے، صفت و مذمّت دونوں پر بولا جاتا ہے۔ بعدہ تحریر فرمایا ہے

(1)۔۔:[یہ رسالہ مولانا سیّد شاہ حسین گردیزی صاحب کے ترجمہ سے مصلح الدین پبلی کیشنز۔ کراچی نے ۱۴۱۰ھ / ۱۹۹۰ء میں شائع کیا تھا۔]

کہ:

”یہ لوگ اُن میں سے ہیں، جن کے حق میں خدا نے فرمایا ہے:

﴿وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ يَّدْعُوْنَ﴾ الخ (1)

اور ﴿اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ الَّذِيْنَ هَاجَرُوْا﴾ الخ (2)

پس جو ان کو کافر و گمراہ کہے، وہ آپ گمراہ ہے۔“

اس میں بھی کچھ شک نہیں کہ مولوی محمد اسماعیل خاندانِ شاہ ولی اللہ صاحب و شاہ عبد العزیز صاحب سے تھے، جو مصداقِ آیاتِ قرآنیہ ہیں۔ پس اُن کو کافر و گمراہ کہنے والا خود کافر و گمراہ ہے۔ اس میں مولوی محمد اسماعیل کی اُنہوں نے کونسی صفت کی، جس کو آپ نے بڑے فخر سے اخیرِ رسالہ میں درج کر دیا۔

قولہ: صفحہ ۵

بھلا مولوی صاحب مرحوم سے ایسا کون سا اتّفاقی کفر ہوا ہے، جس پر اُن بزرگانِ دین نے کفر کے فتویٰ دیئے۔ اگر یہی کہ اُنہوں نے لکھا ہے کہ:

یقین کر لینا چاہئے کہ ہر مخلوق کیا بڑا کیا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔

تو یہ کفر کیوں ہے؟ کیا کوئی مخلوق ایسا بھی ہے، جس کا شان خدا کا سا ہو؟ ہر گز نہیں۔ پھر جب بادشاہ اور چمار کی تمثیل عوام کے سمجھانے کو پہلے ہی بیان کر چکے تھے تو یہاں پر اگر ایسا کہا کہ:

مخلوق چھوٹی بڑی خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی جیسا وہ بادشاہ کے مقابل میں ناچیز اور حقیر ہے، زیادہ تر ذلیل ہے، کیا ہوا؟

جواب:

اتّفاقی نہ کہو، بلکہ عمداً اُنہوں نے ایسا لکھا ہے جیسا کہ اُن کی تمام کتاب بول رہی ہے۔ یہ تو ہم بھی مانتے ہیں کہ خدا کی شان سی کسی کی شان نہیں، لیکن یہ تمثیل دینا کہ:

(1)۔۔:[پ:۴، آل عمران، ۱۰۴]

(2)۔۔:[پ:۲، البقرہ، ۲۱۸]

”ہر ایک مخلوق چھوٹی بڑی خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔“

صریح کفر ہے ؛کیوں کہ اس میں تمام مومنین کیا، بلکہ کل انبیاء و مرسلین[1] [عَلَیہِم الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ] کی جو افضل مخلوقات و موجودات ہیں، سراسر اہانت ثابت ہوتی ہے کہ اُن کو چمار یعنی، چوہڑے سے بھی -جو ایک بے دین قوم میں سے ہے- قرار دیا گیا، حالاں کہ خدا تعالیٰ نے اپنے پاک کلام میں جابجا عموماً مومنین کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ میرے آگے بڑے عزت دار اور بزرگ ہیں۔ چناں چہ:۔

پہلی آیت:

سورۂ توبہ میں فرمایا ہے :﴿اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَهَاجَرُوۡا وَجٰهَدُوۡا فِیۡ سَبِیۡلِ اللّٰهِ بِاَمۡوٰلِهِمۡ وَاَنۡفُسِهِمۡ ۙ اَعۡظَمُ دَرَجَةً عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الۡفَآئِزُوۡنَ﴾[2]

جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا خدا کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں کے ساتھ ، بہت بڑے ہیں درجہ میں نزدیک اللہ کے اور یہ لوگ ہی ہیں مراد پانے والے۔

دوسری آیت:

سورۂ حجرات میں آیا ہے:﴿اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰكُمۡ﴾[3]

یعنی، تحقیق بہت بزرگ تمہارا، اللہ کے نزدیک، بہت پرہیز گار تمہارا ہے۔

تیسری آیت:

سورۂ انفال میں فرمایا ہے:﴿اَلَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ

---

(1)۔-:بلکہ مولوی اسماعیل نے تو اپنی کتاب میں خدا کے سوا سب کو چوہڑا و چمار کہنے کی اصطلاح ٹھہرا رکھی ہے۔ چناں چہ صفحہ ۱۹ میں لکھتے ہیں:

ہمارا جب خالق اللہ ہے اور اُس نے ہم کو پیدا کیا تو ہم کو بھی چاہئے کہ اپنے ہر کاموں میں اُس کو پکاریں اور کسی سے ہم کو کیا کام؟ جیسے جو کوئی ایک بادشاہ کا غلام ہو چکا تو وہ اپنے ہر کام کا علاقہ اُسی سے رکھتا ہے ، دوسرے بادشاہ سے بھی نہیں رکھتا اور کسی چوہڑے، چمار کا تو کیا ذکر ہے۔ انتہی ۱۲

(2)۔-:[پ:۱۰، التوبہ، ۲۰]

(3)۔-:[پ:۲۶، الحجرات، ۱۳]

يُنۡفِقُوۡنَ ﴿۳﴾ اُولٰٓـئِكَ هُمُ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ حَقًّا ؕ لَهُمۡ دَرَجٰتٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ وَمَغۡفِرَةٌ وَّرِزۡقٌ كَرِيۡمٌ﴾[1]

یعنی، وہ لوگ قائم رکھتے ہیں نماز کو اور اُس چیز سے کہ دیا ہم نے اُن کو، خرچ کرتے ہیں۔ یہ لوگ وہ ہیں ایمان والے ساتھ حق کے، واسطے اُن کے درجے ہیں نزدیک اُن کے ربّ کے اور بخشش اور رزق ہے باکرامت۔

چوتھی آیت:

سورۂ منافقون میں ہے:﴿وَ لِلّٰهِ الۡعِزَّةُ وَ لِرَسُوۡلِهٖ وَ لِلۡمُؤۡمِنِيۡنَ وَ لٰكِنَّ الۡمُنٰفِقِيۡنَ لَا يَعۡلَمُوۡنَ﴾[2]

یعنی، واسطے اللہ کے ہے عزت اور واسطے رسول اُس کے اور واسطے ایمان والوں کے، مگر منافق نہیں جانتے۔

یہ تو عموماً مومنین کی عزت کا بیان ہے، جو اُن کو خدا کے نزدیک حاصل ہے اور انبیاء کی شان تو اُن سے لاکھوں درجہ اعلیٰ و افضل ہے، چناں چہ خدا نے قرآن میں کسی کو خلیل اللہ، کسی کو کلیم اللہ، کسی کو روح اللہ اور کسی کے حق میں﴿وَّرَفَعۡنٰهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾[3]فرمایا۔

اور ہمارے حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم]کے حق میں﴿وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ﴾[4] اور﴿وَ رَفَعۡنَا لَكَ ذِكۡرَكَ﴾[5]فرمایا۔

اور خود حضرت[صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم]نے اپنے حق میں« أَنَا أَكۡرَمُ

---

(1)۔۔:[پ:۹، انفال، ۳۔۴]

(2)۔۔:[پ:۲۸، المنافقون، ۸]

(3)۔۔:[اور ہم نے اسے بلند مکان پر اٹھالیا۔](پ:۱۶، مریم، ۵۷)

(4)۔۔:[اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔] یہ آیت سورۂ انبیاء میں ہے۔[پ:۱۷، الانبیاء، ۱۰۷]

(5)۔۔:[اور ہم نے تمہارے لئے تمہارا ذکر بلند کردیا۔] یہ آیت سورۂ الم نشرح میں ہے۔[پ:۳۰، الشرح، ۴]

الْأَوَّلِينَ وَالْآخَرِينَ عِنْدَ اللهِ» رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ[1] اور «**أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ» رَوَاهُ مُسْلِمٌ**[2] اور «**أَنا حبيبُ اللهِ» رَوَاهُ الدَّارِمِيّ**[3] اور «**إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَطِيبَهُمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ**[4] فرمایا۔

سو اس سے بڑھ کر اور کیا اہانتِ انبیاء و مومنین ہو گی کہ جن کو خدا فرمائے کہ وہ میرے نزدیک عزت دار و بزرگ ہیں، اُن سب کو بلا استثنا معہ دیگر ادنیٰ مخلوقات کے چمار سے بھی ذلیل قرار دیا جائے، حالاں کہ اس میں صرف مومنین و انبیاء کی ہی توہین ثابت نہیں ہوتی، بلکہ خدا تعالیٰ کی بھی اہانت ثابت ہے کہ خدا تعالیٰ ایسے لوگوں کو معزّز و مکرّم قرار دیتا اور اپنا خلیل و حبیب بناتا ہے، جو صاحبِ "تقویۃ الایمان" اور اُس کے معاونین کے زعم میں اُس کی شان کے آگے وہ اتنی بھی عزت کے قابل نہیں کہ جس قدر ایک چمار کی بادشاہ کے آگے ہوتی ہے۔ **العیاذ باللہ من ھذہ العقیدۃ الفاسدۃ**

قولہ:

یہاں پر تو کسی انبیا سے تخصیص نہیں اور قرآن میں تو خاص بعض انبیا کے حق میں ایسا آچکا ہے۔ چناں چہ پہلی آیت دیکھو:

﴿وَقَالُوا اتَّخَذَ اللهُ وَلَدًا ۙ سُبْحٰنَهٗ ؕ بَلْ لَّهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ كُلٌّ لَّهٗ قٰنِتُوْنَ﴾[5]

جواب:

کچھ تو خدا کا خوف کرو! کیوں - دروغ گویم بروئے تو - پر عمل کر لیا ہے۔ اس آیت

---

(1)--: پوری حدیث مشکوۃ کے [کتاب الفضائل والشمائل] باب فضائل سید المرسلین فصلِ دوّم [رقم 5762۔ 3/1604] میں ہے۔

(2)--: ایضاً فصلِ اوّل [رقم 5741۔ 3/1600] میں ہے۔

(3)--: ایضاً فصلِ دوّم [رقم 5763۔ 3/1605] میں ہے۔

(4)--: ایضاً فصلِ دوّم [رقم 5768۔ 3/1606]

(5)--: [اور بولے خدا نے اپنے لئے اولاد رکھی، پاکی ہے اسے، بلکہ اسی کی مِلک ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے، سب اس کے حضور گردن ڈالے ہیں۔] [پ:۱، البقرہ، ۱۱۶]

کے کون سے لفظ سے یہ نکلتا ہے کہ:

"ہر ایک مخلوق کیا بڑا، کیا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔"

بلکہ اس آیتِ شریفہ اور اس سے مابعد دو اور آیتوں کا تو صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ یہود و نصاریٰ اور عرب کے مشرکوں نے کہا کہ:

عزیز اور عیسیٰ اور ملائکہ خدا کے بیٹے، بیٹیاں ہیں پاک ہے اللہ ایسے بہتان سے، بلکہ یہ سب کچھ جو آسمان اور زمین میں ہے سب ہی اُس کے فرماں بردار ہیں۔ کجا یہ اور کجا آپ کا یہ کہنا کہ:

"قرآن میں تو خاص بعض انبیاء کے حق میں ایسا آچکا ہے۔"

چھوٹا منہ بڑی بات کا مقولہ یاد دلاتا ہے اور آپ کو یہ کہتے ہوئے کہ (یہاں پر کسی انبیاء سے تخصیص نہیں) شرم نہیں آتی؟ سچ ہے:

بے شرم کی بلا دور

کیا لفظِ "ہر مخلوق" میں مومنین وانبیاء داخل نہیں؟

اور اس تعمیم کی پھر لفظِ "کیا بڑا، کیا چھوٹا" سے تخصیص نہیں ہوئی؟

کیا اس بڑی مخلوقات میں بنی آدم شامل نہیں، جس کے حق میں قرآن میں ﴿وَلَقَدْ كَرَّمْنَا بَنِيْٓ اٰدَمَ﴾[1] وارد ہے؟

کیا بنی آدم میں بنی اسرائیل داخل نہیں، جن کے عالی مراتب ہونے کی نسبت آیت ﴿يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اذْكُرُوْا نِعْمَتِيَ الَّتِيْٓ اَنْعَمْتُ عَلَيْكُمْ وَاَنِّيْ فَضَّلْتُكُمْ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ﴾[2] میں خبر دی گئی ہے؟

اور بنی اسرائیل وغیرہ سے کیا اُمّتِ محمدیہ اعلیٰ نہیں، جس کے بارہ میں آیت ﴿كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ﴾[3] نازل ہوئی ہے؟

---

(1)۔۔:[اور بے شک ہم نے اولادِ آدم کو عزت دی۔][پ:۱۵، بنی اسرائیل، ۷۰]

(2)۔۔:[اے اولادِ یعقوب یاد کرو میرا وہ احسان جو میں نے تم پر کیا اور یہ کہ اس سارے زمانہ پر تمہیں بڑائی دی]۔[پ:۱، البقرہ، ۴۷]

(3)۔۔:[تم بہتر ہو اُن سب اُمتوں میں جو لوگوں میں ظاہر ہوئیں]۔[پ:۴، آل عمران، ۱۱۰]

اور پیغمبر تو ان سب کے سردار ہی ہیں اور ان سرداروں میں بھی ہمارے حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم] افضل واکرم ہیں۔ بقول شاہ عبد العزیز صاحب محدّثِ دہلوی

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

پس باوجود اس کے یہ کہنا کہ: "یہاں پر کسی انبیاء سے تخصیص نہیں۔"

کمال شوخ چشمی، بلکہ بے حیائی میں داخل ہے۔

قولہ:

اس آیت[1] کی تفسیر میں "بیضاوی"، "کبیر"، ابو سعود اور مولوی عبد الحکیم سیالکوٹی نے "بیضاوی" کے حاشیہ پر یوں لکھا ہے کہ "ما" غیر ذوی العقول کے لئے مقرّر ہے اور "من" ذوی العقول کے لئے۔ پس مناسب مکان﴿بَلۡ لَّہٗ﴾کے، مَنۡ فِی السّمَوَاتِ تھا، نہ﴿مَا فِی السَّمٰوٰتِ﴾۔ پھر یہاں پر جو ذکر انبیا و ملائکہ کا تھا، کیوں ﴿مَا فِی السَّمٰوٰتِ﴾ فرمایا اور مَنۡ فِی السّمَوَاتِ نہ فرمایا؟

اس کا جواب یہ ہے کہ اُن کے شان کی ذلت و حقارت کے بیان کرنے کو ایسا فرمایا کہ تم جس کو میرا بیٹا یا بیٹی جانتے ہو، وہ میری عظمت و جلال کے مقابلہ میں جمادات سے بڑھ کر نہیں ہیں اور ضرور ہے کہ باپ اور بیٹے میں کچھ تو مشابہت ہو، حالاں کہ میری ذات میں اور اُن میں کچھ مشابہت نہیں۔

جواب:

آیت کو پیش کرتے جب کچھ مطلب بر آری نہ ہو سکی تو حسب مثلِ مشہور۔ الغریقُ یتشبّثُ بالحشیشِ۔ کے جھٹ تفاسیر کو پیش کر دیا، مگر الحمد للہ بقول حافظ شیرازی، مصرعہ:

تہی دَستان قسمت راچہ سو دا ز رہبر کامل

کے وہاں سے بھی صاف جواب ہی ملا؛ کیوں کہ کسی تفسیر سے یہ نہ نکلا کہ:

---

(1)۔۔:[یعنی آیت، وَقَالُوا اتَّخَذَ اللّٰہُ وَلَدًا ۙ سُبۡحٰنَہٗ ؕ بَلۡ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ ؕ کُلٌّ لَّہٗ قٰنِتُوۡنَ۔ پ:۱، البقرہ، ۱۱۶ کی تفسیر میں۔]

”ہر ایک مخلوق کیا بڑا، کیا چھوٹا خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔“

بلکہ تفاسیر محوّلہ بالا سے صرف اتنا ہی ثابت ہے کہ اس جگہ (ما) جو غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے، بجائے (من) کے صرف- **تحقیراً لشأنهم أی: العزیر و العیسی**- آیا ہے اور تحقیر کے معنیٰ خورد شمردن کے ہیں، جیسا کہ ”منتخب“ وغیرہ لغات میں ہے۔ نہ وہ جو آپ نے اپنی خوش فہمی سے ذلت و حقارت سے تعبیر کئے ہیں۔ سو ہم بھی مانتے ہیں کہ حضرت عزیر و عیسیٰ، بلکہ کل انبیاء و مرسلین کا مرتبہ خدا سے بہت کم اور چھوٹا ہے، اس میں آپ نے تفاسیر کے دکھانے کی ناحق تکلیف اُٹھائی اور تحصیلِ لاحاصل پر عمل کیا۔ البتہ ”بیضاوی“ کے حاشیہ پر اس مقام میں ضرور لکھا ہے کہ:

تحقیراً لشأن هولاء الذین جعلوهم ولداً لله فإنهم فی جنب عظمته تعالیٰ جمادات مستویة الأقدام معها فی عدم الصلاحیة لاتخاذ الولد. انتهی (1)

جس کا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ ان لوگوں نے جن کو خدا کا بیٹا بیٹی قرار دیا ہے، وہ اس قابل نہیں کہ اُن کو بیٹا بنایا جائے؛ کیوں کہ وہ خدا کی عظمت و جلال کے مقابلہ میں مثل جمادات کے ہیں، حالاں کہ باپ اور بیٹے میں کچھ تو مشابہت ہونی چاہیئے۔

سو اس عبارت کو جملہ ”چمار سے بھی ذلیل ہے“ کیا مناسبت ہے؟ کجا وہ، کجا یہ؟ یہ آسمان و زمین، بلکہ عرش و کرسی کا تفاوت۔

ع: به بین تفاوت راه از کجاست تا به کجا

اگر دینی تحقیق یہی رہ گئی ہے کہ رطب و یابس اور حسن و قبح میں بھی تمیز نہیں تو بس، اللہ الیہ خیر۔ و صلحِ دین کا کام تمام ہو گیا۔ ؎

گر ہمین مکتب و ہمین ملا است
کار طفلان تمام خواہد شد

کیا جمادات جو فی نفسہ ایک پاک چیز ہے، چمار کے ساتھ، جو بحکم ﴿اِنَّمَا

---

(1)۔۔:[حاشیة العلامة عبدالحکیم سیالکوتی علی التفسیر للقاضی البیضاوی: پ:۱، البقرہ، تحت الآیہ ۱۱۶، ص438]

﴿اَلْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ﴾[1] کے نجس ہے اور اُس کا کام بھی نجاست کا ہے، مساوی ہو گیا؟

کیا آپ کو معلوم نہیں کہ جمادات میں سے ایک حجرِ اسود بھی ہے جو اپنی فضیلت کے سبب سے واجب التعظیم ہے۔ بلکہ حدیث میں تو یہاں تک آیا ہے:

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْحَجَرِ: «وَاللهِ لَيَبْعَثَنَّهُ اللهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لَهُ عَيْنَانِ يُبْصِرُ بِهِمَا وَلِسَانٌ يَنْطِقُ بِهِ يَشْهَدُ عَلَى مَنِ اسْتَلَمَهُ بِحَقٍّ». رَوَاهُ التِّرْمِذِيّ وَابْنُ مَاجَه والدارمي[2]

یعنی، رسول اللہ نے حجرِ اسود کی شان میں فرمایا کہ قسم ہے اللہ کی البتہ اُٹھا دے گا اُس کو اللہ دن قیامت کے کہ واسطے اُس کے ہوں گی دو آنکھیں، دیکھے گا ساتھ اُن کے اور ہو گی زبان بولے گا ساتھ اُس کے، گواہی دے گا اُس شخص کے لئے جس نے بوسہ دیا ہو گا اُس کو ساتھ حق یعنی، ایمان و صدق کے سچی گواہی۔

قولہ:

آیت چوتھی: ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ﴾ نہیں اللہ جیسا کوئی۔

دیکھو اس آیت میں بجائے قول مولوی صاحب کے کہ:

"ہر مخلوق کیا بڑا، کیا چھوٹا"

لفظ ﴿شَيْءٌ﴾ کا واقع ہے اور بجائے اس قول کے کہ: "چمار سے بھی ذلیل ہے"

لفظ ﴿لَيْسَ كَمِثْلِهِ﴾ فرمایا۔

جواب:

توبہ توبہ! آپ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ یہ بیداری کی باتیں ہیں یا خواب کی اضغاث احلام ہیں؟ یہ تو وہ بات ہوئی:

چه خوش گفت است سعدی در ذلیخا

[و]

---

(1)۔۔: [مشرک نِرے ناپاک ہیں۔] [پ: ۱۰، التوبہ ۲۸]

(2)۔۔: یہ حدیث مشکوۃ کے باب دخول مکۃ والطواف کے فصلِ دُوم میں ہے۔ [مشكاة المصابيح: كتاب المناسک، باب دخول مكة والطواف، الفصل الثاني، رقم 2578۔793/2]

أَلَا أَيُّهَا السَّاقِي اور كَأْساً وَّ نَاوِلْهَا

مرد آدمی کچھ توہوش کرو! کیوں اپنے پیشوا کی بے جا طرف داری وحمایت میں نام آوری کی غرض سے کہ ہم بھی پانچوں سواروں میں سے ہیں، قرآن کی صریحاً تحریفِ معنوی کرکے دین کو برباد کر رہے اور آیت ﴿وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾(1) کے مصداق بن رہے ہو؟

آج آپ نے قرآن کی معنوی تحریف کرڈالی، کل آپ لفظی تحریف کرکے عملاً و فعلاً یہود و نصاریٰ کا ورثہ حاصل کروگے۔ کہاں آیت کا یہ مطلب کہ:

"اللہ جیسا کوئی نہیں۔"

کہاں آپ کے پیشوا، بلکہ ﴿اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کا یہ قول کہ:

"ہر مخلوق کیا اعلیٰ، کیا ادنیٰ، خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے"

اور اس پر معاذ اللہ آپ کا یہ حاشیہ کہ:

" دونوں ایک دوسرے کے مطابق ہیں۔"

قیامت ہے ، قیامت ہے ، قیامت

قولہ:

اور عموماً ایسے کلمات حضراتِ صوفیۂ کرام کی اپنی اپنی تصنیفات میں موجود ہیں۔ دیکھو شیخ سعدی نے فرمایاہے:

دل اندر صمد بائد اے دوست بست
که عاجز تر است از صنم ہر چه ہست

دیکھو! خدا نے قرآن میں بتوں کو "رِجْس" فرمایا اور یہاں پر سعدی نے سوا خدا کے بلا امتیاز کسی نبی وولی کے عموماً سب کو بتوں سے عاجز فرمایا۔

جواب:

اوّل: تو یہ شعر مبحث سے خارج ہے؛ کیوں کہ سوال از آسمان وجواب از ریسمان

(1)۔۔:[اور ہم میں کوئی ایک دوسرے کو رب نہ بنالے اللہ کے سوا۔][پ:۳، آل عمران، ۶۴]

ہے۔ مولوی غلام قادر صاحب نے تو آپ لوگوں کو اس بات پر مجبور کیا تھا کہ:

"اپنے پیشوا کا مقولۂ مذکور کسی آیتِ قرآنیہ یا حدیثِ نبویہ سے ثابت کرو۔"

سو وہ تو آپ کچھ ثابت نہ کر سکے اور یقین ہے قیامت تک نہ ثابت کر سکیں گے۔

دُوم: خدا کی محبّت میں انبیاء و صلحا اور مومنین کی محبّت داخل ہے اور خدا کی محبّت سے ان کی محبّت باہر نہیں، بلکہ ایسی مربوط و وابستہ ہے کہ جب تک انبیاء و مومنین کی محبّت نہ ہوگی، صرف خدا کی محبّت کچھ فائدہ نہ دے گی۔ چناں چہ سورۂ آلِ عمران میں ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ﴾(1)

یعنی، کہہ اے محمد! اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو، پس پیروی کرو میری، دوست رکھے گا اللہ تم کو۔

سورۂ نساء میں ہے:

﴿مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ﴾(2)

یعنی، جو شخص فرماں برداری کرے گا رسول کی، پس تحقیق فرماں برداری کی اُس نے اللہ کی۔

اور سورۂ مائدہ میں ہے:

﴿وَمَنْ یَّتَوَلَّ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَاِنَّ حِزْبَ اللّٰهِ هُمُ الْغٰلِبُوْنَ﴾(3)

یعنی، جو کوئی دوست رکھے اللہ اور اُس کے رسول اور اُن لوگوں کو جو ایمان لائے، پس تحقیق گروہ اللہ کے وہ ہیں غالب۔

"صحیح بخاری" و "مسلم" میں انس بن مالک [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنہما] سے روایت ہے:

قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ: «لَا یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ حَتّٰی أَکُونَ أَحَبَّ إِلَیْهِ

---

(1)۔۔:[پ:۳، آل عمران،۳۱]

(2)۔۔:[پ:۵، النساء،۸۰]

(3)۔۔:[پ:۶، المائدہ،۵۶]

مِنْ وَالِدِهٖ وَوَلَدِهٖ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ»[1]

یعنی، حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم] نے فرمایا کہ نہیں پورا ایمان دار ہونے کا تم میں سے کوئی جب تک کہ میں اُس کے نزدیک زیادہ تر دوست نہ ہو جاؤں، اُس کے باپ بیٹے اور سب آدمیوں سے۔

اور معاذ بن جبل [رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْه] سے روایت ہے:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: «قَالَ اللهُ تَعَالَى: وَجَبَتْ مَحَبَّتِي لِلْمُتَحَابِّينَ فِيَّ وَالْمُتَجَالِسِينَ فِيَّ وَالْمُتَزَاوِرِينَ فِيَّ وَالْمُتَبَاذِلِينَ فِيَّ». رَوَاهُ مَالِكٌ[2]

یعنی، سنا میں نے حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم] سے کہ اُنہوں نے کہا کہ فرمایا خدا نے کہ واجب ہوئی میری دوستی اُن لوگوں کے لئے جو ایک دوسرے کو میرے لئے دوست رکھتے ہیں اور میرے ذکر و ثنا کے لئے باہم بیٹھتے ہیں اور میری رضا کے لئے ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں اور میری ہی لئے ایک دوسرے پر مال خرچ کرتے ہیں۔

پس سعدی عَلَیْه الرَّحْمَه کا مصرعۂ اوّل خدا و رسول و مومنین کی محبّت سب کو شامل ہے اور مصرعۂ دوّم میں انبیاء و اولیا کسی طرح شامل نہیں ہو سکتے، بلکہ صرف وہ چیزیں شامل ہیں کہ جن کی محبّت و تعلّق سے خدا اور اُس کے رسول سے بُعد ہو کر اُن کے احکام کی تعمیل چھوٹتی ہے۔

اور اسی قبیل سے ہے شیخ نظام الدین اولیا [عَلَیْه الرَّحْمَه] کی وہ عبارت جو کتاب ''فوائد الفؤاد'' میں اُنہوں نے لکھی ہے کہ:

ایمان کسے تمام نمی شود تا ہمه خلق نزدیک او ہم چین نه نماید که پشک شتر۔ انتہی[3]

[کسی کا ایمان تب تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک تمام مخلوق اُس کے نزدیک

---

(1)۔۔: یہ حدیث مشکوۃ کی کتاب الایمان کے فصل اوّل [رقم 7-1/10] میں ہے۔

(2)۔۔: یہ حدیث مشکوۃ کے [کتاب الآداب] باب الحب فی اللہ کی دوسری فصل [رقم 5011-3/1395] میں ہے۔

(3)۔۔: فوائد الفواد:

اونٹ کی مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائے۔][(1)]

سِوُم: آپ محض سبب نہ سمجھنے مطلب کے اس شعر کو پیش کرتے ہیں، اگر آپ کسی طفلِ مکتب سے بھی اس شعر کا مطلب پوچھ لیتے تو وہ آپ کو صاف صاف بتا دیتا کہ اس کی مراد صرف اتنی ہے کہ دل خدا کے ساتھ لگانا چاہئے؛ کیوں کہ خدا کے سوا اور جس قدر دل بستگی کی چیزیں مثل مال و دولت و اولاد وغیرہ ہیں، وہ سب بُت سے بھی عاجز ہیں یعنی، جس طرح بُت ایک عاجز چیز ہے اور اُس کے پوجنے سے پوجنے والے کو کچھ فائدہ

(1)۔۔:[حضرت علامہ مولانا مفتی غلام دستگیر ہاشمی محدّثِ قصوری اس عبارت کے جواب میں لکھتے ہیں:

اس عبارت میں انبیا و ملائکہ اور دوسرے خدا کے دوستوں کو داخل کرنا سراسر جہالت ہے؛ کیوں کہ صوفیہ کبار کی اصطلاح ہے کہ جہاں "خلق" اور "ماسوا" بولتے ہیں تو دوستانِ خدا اس سے مستثنٰی ہوتے ہیں۔ فتوح الغیب کے اٹھارہویں مقالہ میں فرماتے ہیں:

لاتسكن إلى أحد من الخلق و لاتستأنس به.

محدّثِ دہلوی اس کی شرح میں لکھتے ہیں:

آرام مگیر و میل مکن بسوے ہیچ یکے از خلق و الفت مگیر بہ ہیچ یکے۔۔۔اما دوستانِ خدا و مقربانِ وے داخل غیر نیستند و توجہ بایشان بایں حیثیت عین توجہ بحضرت حق اوست۔

(آرام نہ کر اور رغبت نہ کر، کسی خلقت کی طرف اور اُلفت نہ کسی سے لیکن خدا تعالیٰ کے دوست اور اس کے مقرّب خدا تعالیٰ کے غیر میں داخل نہیں اور ان کی طرف رغبت اور اُلفت کرنی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ کے دوست ہیں، عین رغبت اور اُلفت خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے۔ ۱۲)

اور کیمیائے سعادت میں جو یہ لکھا ہے:

آدمی خواہ کیسا ہی بزرگ ہو وہ اپنے آپ کو نیست و نابود جانتا ہے۔

تو اس میں کیا شک ہے کہ بڑے بڑے بزرگ خداے جلّ و علا کے حضور میں عاجزی اور فروتنی سے پیش آتے ہیں کہ یہ ان کی عبودیّت کا تقاضا ہے۔ اس سے یہ کہاں ثابت ہوا کہ خدا تعالیٰ کے دوست اور مقرّب جن کی خدا پاک خود تعریفیں فرمائے، وہ اس کی شان کے آگے چمار سے ذلیل ہیں!۔حاشا و کلا۔ہادئ حقیقی ایسا کلمہ کسی مسلمان سے نہ کہلوائے۔ پس (اس عبارت سے جس) میں مقرّبانِ خدا بالیقین داخل نہیں ہیں، تقویۃ الایمان کی صحت نکالنی، جس میں انبیا و فرشتے بالتحقیق داخل ہیں، ضرور نادانی اور کج فہمی ہے۔]

(رسائل محدّثِ قصوری: رسالہ عروۃ المقلّدین بالہام القوی المبین، بتغیّر، 1/350-351)

نہیں۔اسی طرح خدا کے سوا جو اور چیزیں دل بستگی کی ہیں ،اُن سے دل لگانا بے فائدہ ہے۔یہاں کسی نبی وولی کا تو ذکر کیا،بلکہ گمان وخیال تک نہیں،جس کے لئے آپ تو وہ طوفان بن کر مضحکۂ طفلاں بنے۔شعر کا مطلب خود نہ سمجھ سکے اور بے چارے سعدی پر ناحق بہتان باندھ دیا۔

ع: برین عقل و دانش بباىد گریست

قولہ:

شاید حضرات مشتہرین نے معنی مولوی صاحب کی اردو عبارت کا بھی نہیں سمجھے، تب ہی وہ آیات جن کو مولوی صاحب کے کلام سے کچھ بھی مناسبت نہیں، پڑھ سنائیں اور لفظ ’’آگے ‘‘کے معنی جو مقابل کے ہیں،’’قرب ‘‘کے سمجھ لئے۔ان معنوں میں تو انبیاء کی عظمت کے منکر کو تمام اہلِ اسلام کافر جانتے ہیں۔

جواب:

شکر ہے کہ آپ کی زبان سے بھی تو اتنا نکلا کہ:

’’بمعنی قرب انبیاء انبیاء کی عظمت کے منکر کو تمام اہلِ اسلام کافر جانتے ہیں۔‘‘

عمرت دراز باد که این ہم غنیمت است

لیکن حسب مثلِ مشہور:

خواه بالین خواه پائین نجسپی کمر میانه خواہد بود

[خواہ اوپر سے ناپو خواہ نیچے سے کمر درمیان ہی میں ہے۔]

اس سے بھی آپ کے پیشوا کسی طرح سُرخُرو نہیں ہو سکتے ؛کیوں کہ آپ یہاں لفظ(آگے)کو خواہ بمعنی مقابل،خواہ قرب کے لیں، مگر یہ مقولہ(چمار سے ذلیل ہے)ایسا ہے کہ اُس کے ہوتے آپ کی کوئی تاویل نہیں بن سکتی۔

شعر:

کہیں فروغ نہ پائیں گے پیش یار چراغ
وہ ماہ ایک طرف ،اک طرف ہزار چراغ

بلکہ ان معنوں میں بھی وہی اعتراض قائم ہے کہ انبیاء و مومنین وغیرہ کو خدا کی شان کے مقابل میں، نجس وجود سے، جو چمار ہے، تشبیہ دینے کے علاوہ، خود خدا کی اہانت ثابت ہے کہ وہ باوجود قادر مطلق ہونے کے اپنے ایسے دوست پکڑتا و حبیب بناتا ہے، جو آپ کے پیشوا کے زعم میں، اُن کی اتنی بھی حیثیّت و منزلت نہیں، جو ایک مجازی بادشاہ کے مقابلہ میں ایک چمار کی ہوتی ہے۔ حالاں کہ ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کسی بادشاہ نے چمار کو اپنے پاس تک آنے دیا ہو اور اللہ جلّ شانہ تو قطعِ نظر انبیائے کرام کے درجات کے، عوام مومنین متّقین کو قیامت کے روز ایسے قرب و منزلت کے مکان پر اپنے پاس بیٹھائے گا کہ اُس سے زیادہ عزّت متصوّر نہیں۔ چناں چہ سورۂ قمر میں ہے:

﴿اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّ نَهَرٍۙ۝۵۴ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ۝۵۵﴾(1)

یعنی، پرہیز گار لوگ قیامت کے روز باغوں اور نہروں میں ہوں گے، مکان پسندیدہ میں، ایسے بادشاہ کے پاس، جو قادر ہے سب چیزوں پر۔

آپ نے تو اپنی طرف سے بے جا طرف داری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا، مگر خدا کے فضل سے آپ کے پیشوا کے اُگلے ہوئے پر کچھ بھی پردہ نہ پڑ سکا۔

نخلِ امید نہ اک بار بھی سرسبز ہوا
لاکھ ارمان کئے پھولنے پھلنے کے لئے

اب میں مختصراً اُن تین آیاتِ قرآنیہ اور تین احادیثِ نبویہ کا بھی جواب لکھتا ہوں، جو صاحبِ ”ستارۂ محمدی“ نے اپنی سوءِ فہمی سے بڑے فخر کے ساتھ اس مقام پر لکھی ہیں اور ناحق مسلمان بھائیوں کو دھوکہ دے کر راہِ راست سے اُن کو بھکایا ہے:۔

قولہ:

پہلی آیت: سورۂ الحاقہ میں خدا نے آں حضرت کی نسبت فرمایا:

---

(1)۔۔:[پ:۲۷، القمر، ۵۴۔۵۵]

﴿وَ لَوۡ تَقَوَّلَ عَلَيۡنَا بَعۡضَ الۡاَقَاوِيۡلِ﴾[1] الخ۔

جواب:

اگر آپ اس آیت کا مفہوم سمجھتے تو کبھی اس کو اپنے اثباتِ دعویٰ میں پیش نہ کرتے؛ کیوں کہ یہاں خدا تعالیٰ نے صرف اپنی شان و عظمت اور جلال کو ہی ظاہر نہیں کیا، بلکہ کفار و منکرین کو، جو قرآن کو کلامِ الٰہی نہیں سمجھتے اور حضرت [صَلَّی اللّٰہ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] کی خانہ ساز بات جانتے تھے، سخت تعریض و تہدید فرما کر حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] کے صدق و راستی پر کمال مبالغہ ظاہر فرمایا ہے اور اصل میں مابین محب و محبوب کے یہ ناز و نیاز کی باتیں ہیں۔ چناں چہ شیخ عبدالحق محدّثِ دہلوی نے "مدارج النبوت" میں اس آیت کے ذیل میں لکھا ہے:

و این مبالغه است در صدق وے صلی الله علیه وسلم و نگاه داشتن حق تعالی از کذب و افتراء لیکن درین عبارت اظہارِ سطوت و غلبۂ ربوبیت است باوجود تشریف و تکریمِ ﴿لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ﴾ و این ناشی است از کمال محبت و اہتمام بحالِ وے و در حقیقت تعریض است بمفتریان و کذابان تا ہوشیار شوند و اصل قاعده ہمان ست که سابقا گفته شد که ما را بآن نگاه باید داشت در آنچه در عالم محبی و محبوبی از ناز و نیاز بگزرد۔ انتہی[2]

[اور یہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی راست گوئی و سچائی اور حق تعالیٰ کا آپ کو کذب و افتراء سے محفوظ رکھنے کے سلسلے میں مبالغہ ہے۔ لیکن اس عبارت میں ﴿لِّيَغۡفِرَ لَكَ اللّٰهُ﴾ کی مانند حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بزرگی و کرامت اور

---

(1)۔۔: [اور اگر وہ ہم پر ایک بات بھی بنا کر کہتے۔ ضرور ہم ان سے بقوّت بدلہ لیتے۔ پھر ہم ان کی رگِ دل کاٹ دیتے۔] [پ:۲۹، الحاقۃ، ۴۴]

(2)۔۔: جلد اوّل، صفحہ ۱۱۱، مطبوعہ ناصری۔ [مدارج النبوۃ: باب سوم، وصل در بیان قول سبحانه وما ارسلنک من قبلک، 93/1]

قدر و منزلت کے باوجود اظہارِ سطوت و غلبۂ ربوبیت ہے اور یہ آیت آپ کے مہتم بالشان حال اور کمالِ محبّت کی طرف اشارہ کرتی ہے اور در حقیقت مفتریوں اور کذابوں پر تعریض ہے، تاکہ وہ خبر دار و ہوشیار ہو جائیں۔ بہر حال اصل قاعدہ وہی ہے جو مذکور ہو چکا ہے کہ:

میرے لیے اس نگاہ کی وجہ سے ضروری ہے کہ محبوب و محب کے درمیان جو کچھ ہے، وہ راز و نیاز ہے۔]

افسوس! یہ کیسا زمانہ آگیا ہے کہ جس کلام کو محقّقین متقدّمین محب و محبوب میں ناز و نیاز کی باتیں قرار دیتے آئے ہوں، اس زمانہ کے گستاخ بے ادب اسلام کے پیرایہ میں اُسے مخاطب کی ذلت و حقارت پر محمول کریں؟

سچ ہے۔ مصرعہ:

ہنر بنظر عداوت بزرگ تر عیب است

حضرتِ من! یہ قرآن شریف ہے، بازیچہ گاہِ طفلاں نہیں کہ آپ بغیر تفسیرِ مفسّرین کے جس طرح چاہیں آیتوں کو اپنے مطلب کے لئے پھیر لیں اور وعید میں تفسیر برائیہ کا کچھ خیال نہ کریں۔ خدا کے لئے! ذرا تو عقل کو کام میں لاؤ! اگر بفرضِ محال حسبِ مفہوم اس آیت کے آں حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] اپنے پاس سے کوئی بات کہہ کر خدا کے ذمہ لگاتے تو یہ کہاں سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ خدا کے آگے معاذ اللہ چمار سے بھی ذلیل ہو جاتے، حالاں کہ خدا نے منکرین کو آں حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] کی صدقِ مقالی ظاہر کرنے کے لئے صرف اتنا ہی فرمایا ہے کہ بفرضِ محال ایسی صورت کے واقع ہونے میں ہم اُن کا داہنا ہاتھ پکڑ کر اُن کی رگ کاٹ ڈالتے۔ یہ آپ کے فہم کی خوب ہے کہ کچھ کا کچھ سمجھ لیا۔ ع:

سخن شناس نہ دلبرا خطا انیجا است

قولہ:

دوسری آیت: سورۂ زمر میں ہے:

﴿لَئِنۡ اَشۡرَكۡتَ لَيَحۡبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِيۡنَ﴾۔ (1)

تیسری آیت: سورۂ انعام میں ہے:

﴿وَلَوۡ اَشۡرَكُوۡا لَحَبِطَ عَنۡهُمۡ مَّا كَانُوۡا يَعۡمَلُوۡنَ﴾۔ (2)

جواب:

پہلی آیت میں گو آں حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم] اور دوسری میں چند انبیاء کو مخاطب کرکے فرمایا گیا ہے، مگر مراد اُن سے امت کے لوگ ہیں۔ چناں چہ پہلی آیت کے ذیل میں تفسیرِ "معالم التنزیل" میں لکھا ہے:

هَذَا خِطَابٌ لِلرَّسُولِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْمُرَادُ بِهِ غَيْرُهُ. (3)

یعنی، خطاب ساتھ رسول کے ہے اور مراد اُس سے غیر لوگ ہیں۔

اور "مدارک التنزیل" میں لکھا ہے:

لأن الخطاب للنبي عليه السلام والمراد به غيره. (4)

[کہ خطاب نبی صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیۡہِ وَسَلَّم سے ہے اور مراد دوسرے ہیں۔]

اسی طرح "تفسیرِ حسینی" وغیرہ میں لکھا ہے۔ (5)

اور دوسری آیت کے ذیل میں "تفسیرِ حسینی" میں لکھا ہے کہ:

دریں آیت تہدید عظیم است مر مشرکان را۔ انتہی (6)

[اس آیت میں مشرکین کو بڑی تہدید ہے۔]

"مدارج النبوت" میں محدّثِ دہلوی لکھتے ہیں:

---

(1)۔۔: [اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا اور ضرور تو ہار میں رہے گا۔] [پ:۲۴، الزمر، ۶۵]

(2)۔۔: [اور اگر وہ شرک کرتے تو ضرور ان کا کیا اکارت جاتا۔] [پ:۷، الانعام، ۸۸]

(3)۔۔: صفحہ ۵۷۷، مطبوعہ بمبئی۔ [سورہ یونس، تحت آیۃ ۹۴۔ 434/2]

(4)۔۔: جلد دوّم، صفحہ ۲۱۷، مطبوعہ دہلی۔ [سورہ الزمر، تحت آیۃ ۶۵۔ 192/3]

(5)۔۔: جلد دوّم، صفحہ ۳۱۹۔ [تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی: پ:۲۹، الحاقہ، تحت آیۃ ۴۴۔ 571/2]

(6)۔۔: جلد اوّل، صفحہ ۱۸۱۔ [تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی: پ:۷، الانعام، تحت آیہ ۸۸۔ 274/1]

خطاب اگرچه بحضرت است ولیکن مراد تعریض بغیرِ او ست چنانکه در قولِ او تعالی:

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾

و چنانکه قولِ او تعالی مر عیسی بن مریم علیہم السلام را:

﴿ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

ایں روش در کلام بسیار افتد چنانکه سلطان امیر را بر قومی گماشت و میخواہد سلطان که امر کند رعیت را بحکمی توجه بآن قوم نمیکند بلکه بامیر میکند و میگوید که چنین و چناں کن و اگر چنین کنی و چناں کنی ترا چنین کنم و چناں کنم در ظاہرِ خطاب بامیر میکند و لیکن مراد قوم دارد و در حقیقت خطاب بایشاں میکند۔ انتہی(1)

[یعنی، خطاب اگرچہ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم سے ہے، لیکن مراد آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے غیر کی تعریض ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ﴾

اگر تو نے اللہ کا شریک کیا تو ضرور تیرا سب کیا دھرا اکارت جائے گا۔

اور جیسا کہ حق تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ عَلَیْہِ السَّلَامُ کے بارے میں فرمایا:

﴿ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾

کیا تو نے لوگوں سے کہہ دیا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو دو خدا بنالو اللہ کے سوا۔

کلامِ الٰہی میں یہ انداز بکثرت پایا جاتا ہے۔ جیسے: بادشاہ اپنا گورنر کسی قوم پر مقرّر کرتا ہے اور وہ چاہتا ہے کہ رعایا کو کوئی حکم دے تو خطاب میں توجہ اس قوم سے نہیں کرتا، بلکہ اپنے گورنر سے کرتا ہے اور کہتا ہے کہ: ایسے کرو اور ایسا نہ کرو، اگر ایسا کیا یا ایسا نہ کیا تو ایسا کروں گا۔ اس کا بظاہر خطاب تو امیر و گورنر سے ہوتا ہے، لیکن مقصود و مراد قوم و رعیت ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ حقیقت میں خطاب امت سے کرتا ہے۔]

(1)۔۔: صفحہ ۱۰۵، جلد اوّل۔[مدارج النبوۃ:، باب سوم، وصل ووضعنا عنک وزرک۔۔۔، 87/1]

اگر آپ تفاسیر اور محقّقین کی تحقیق کو دیکھتے اور کچھ عقل کو کام فرماتے تو یکایک اس طرح ان آیات کو پیغمبروں کی ذلت و حقارت پر محمول نہ کرتے، مگر آپ دیکھتے کیوں؟ اگر دیکھا بھی ہو گا تو صریحاً چشم پوشی کرلی ہو گی؛ کیوں کہ آپ کو تو اس رسالہ کے لکھنے اور چھَپانے سے محض تجارت کی ترقی مدِّ نظر ہے، اس موقع پر کسی نے سچ کہا ہے:

چون غرض آمد ہنر پوشیدہ شد

صد حجاب از دل بسوئ دیدہ شد

قولہ:

پہلی حدیث:

«اللّٰهُمَّ إِنِّي ضَعِيفٌ فَقَوِّنِي، وَإِنِّي ذَلِيلٌ فَأَعِزَّنِي، وَإِنِّي فَقِيرٌ فَارْزُقْنِي»(1)

دوسری حدیث:

اللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي شَكُورًا وَاجْعَلْنِي صَبُورًا وَاجْعَلْنِي فِي عَيْنَيَّ صَغِيرًا وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ كَبِيرًا.(2)

تیسری حدیث:

«رَبِّي فَذَلِّلْنِي وَفِي أَعْيُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِي، وَمِنْ سيء الْأَخْلَاقِ فَجَنِّبْنِي»(3)

جواب:

ان احادیث میں لفظِ «ذَلِيلٌ» اور «فَذَلِّلْنِي» سے مراد ذلت و خواری نہیں ہے، جس سے آپ کو دھوکہ ہوا؛ کیوں کہ اگر «ذَلِيلٌ» سے ذلت و خواری کے معنی مراد رکھے جائیں تو پہلی حدیث کے جملہ «وَإِنِّي ذَلِيلٌ» کا آیت ﴿وَلِلّٰهِ الْعِزَّةُ وَلِرَسُوْلِهٖ

---

(1)۔۔:المستدرک علی الصحیحین: کتاب الدعاء والتکبیر والتهلیل والتسبیح والذکر، رقم1931۔708/1

(2)۔۔:مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار: مسند بريدة بن الحصيب رضي الله عنه، رقم4439۔315/10

(3)۔۔: كنز العمال في سنن الأقوال والأفعال: حرف الهمزة، كتاب الأذكار من قسم الأفعال من حرف الهمزة، باب في الدعاء، فصل في أدعية مؤقتة، الأدعية المطلقة، رقم5087۔688/2

وَ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ لٰكِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾[1] سے صریح تناقض ثابت ہو گا کہ خدا تو حضرت[صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم] کو معزّز فرمائے اور وہ اپنے آپ کو ذلیل قرار دے کر عزّت کے خواہاں ہوں۔

اور تیسری حدیث کا پہلا جملہ «رَبي فَذَلِّلْنِي» حدیث «اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْفَقْرِ وَ الْفَاقَةِ وَ الذِلَّةِ»[2] سے متناقض ہے؛ کیوں کہ پہلی حدیث میں آپ فرماتے ہیں کہ:

"اے ربّ! مجھ کو ذلیل کر"

اور دوسری میں فرماتے ہیں کہ:

"میں ذلت سے پناہ چاہتا ہوں۔"

اصل حال یہ ہے کہ لفظِ "ذلیل" چند معنی میں مشترک ہے جیسا کہ "غیاث اللغات" میں لکھا ہے:

ذلیل:خوار(از منتخب)و در لطائف بمعنی خوار و گنہگار و رام و مطیع و نرم وآسان۔انتہی[3]

["منتخب" میں ذلیل کا معنی خوار اور "لطائف" میں بمعنی خوار و گناہ گار اور مطیع و فرماں بردار اور نرم و آسان ہے۔]

اور ذلیل مفرد ہے اور جمع اس کی اذلّہ و اذلاء ہے۔ جیسا کہ "منتخب"[4] میں ہے۔

پس ان احادیث میں پہلے معنی مراد نہیں، بلکہ نرم و رام و مطیع و آسان میں سے حسبِ موقع مراد ہیں اور انہیں معنی کے مرادف ہے، جو ملا علی قاری نے "حرز الثمین شرح حصن حصین" میں لکھا ہے:

---

(1)۔۔: یہ آیت سورہ منافقون میں ہے۔[اور عزّت تو اللہ اور اس کے رسول اور مسلمانوں ہی کے لئے ہے مگر منافقوں کو خبر نہیں۔][پ:۲۸ المنافقون،۸]

(2)۔۔: یہ حدیث حصن حصین مطبوعہ نول کشور کے صفحہ ۱۸۳ میں ہے۔[الحصن الحصين من كلام سيّد المرسلين:الادعية التي هي غير مخصوصة بوقت ولا سبب، ص 135]

(3)۔۔: صفحہ ۱۸۸، مطبوعہ نول کشور۔[غیاث اللغات: باب ذال معجمہ، فصل ذال معجمہ مع لام، 1/456]

(4)۔۔: بر صفحہ ۱۸۰، مطبوعہ نول کشور۔[باب الذال مع اللام]

فالمرادبالذلّةعدم الجاہ و الإعتبار عندعامةالناس. انتھی[1]

[یعنی، ذلت سے مراد لوگوں کے نزدیک جاہ و جلال اور اعتبار کا نہ ہونا ہے۔]

اور یہی معنی قرآن میں بھی بعض مقامات میں مراد ہیں۔ چناں چہ:

﴿اَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اَعِزَّةٍ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ﴾[2]

یعنی، نرم ہیں مومنوں پر اور غالب ہیں کافروں پر۔

﴿اِنَّهَا بَقَرَةٌ لَّا ذَلُوْلٌ﴾[3]

یعنی، وہ بیل ہے، نہ فرماں بردار یعنی، جُتا ہوا۔

[پہلی حدیث کا مطلب:]

سو اس تحقیق کے بموجب پہلی حدیث کے یہ معنی ہیں:

الٰہی! میں تحقیق کم زور ہوں، پس مجھ کو قوّت دے اور تحقیق میں نرم اور بے دبدبہ ہوں، پس مجھ کو عزیز و غالب کر اور تحقیق میں فقیر ہوں، پس مجھ کو روزی دے۔

پس اس میں کچھ شک نہیں کہ ابتداء میں حضرت [صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم] بہت کم زور اور نرم و بے دبدبہ تھے اور کفار اُن کو طرح طرح کی تکالیف پہچاتے تھے، جس کے لئے حضرت [صَلَّى اللهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم] کو یہ بھی دعا مانگنی پڑی:

«اللّٰهُمَّ أَيِّدِ الْإِسْلَامَ بِعُمَرَ»[4]

یعنی، خداوندا! قوی کر اسلام کو عمر کے اسلام کے ساتھ۔

اور ایک دفعہ یہ بھی فرمایا:

«اللّٰهُمَّ أَعِزَّ الْإِسْلَامَ بِأَبِي جَهْلِ بْنِ هِشَامٍ أَوْ بِعُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ»[1]

---

(1)۔۔: صفحہ ۴۸۴، مطبوعہ نول کشور، بر حاشیہ۔ [الحرز الثمین للحصن الحصین: 1480/3]

(2)۔۔: یہ آیت سورۂ آل عمران میں ہے۔ [پ:۶، آل عمران، ۵۴]

(3)۔۔: یہ آیت سورۂ بقرہ میں ہے۔ [وہ ایک گائے ہے جس سے خدمت نہیں لی جاتی کہ زمین جوتے۔] [پ:۱، البقرہ، ۷۱]

(4)۔۔: پوری حدیث مشکوۃ باب مناقب عمر کے فصلِ سوّم میں لکھی ہے۔ [مشکاة المصابیح: کتاب المناقب، باب مناقب عمر، الفصل الثالث، رقم 6052۔ 1706/3]

یعنی، خدایا! عزیز اور غالب کر اسلام کو بسبب اسلام لانے ابو جہل بن ہشام یا عمر بن خطاب کے۔

[دوسری حدیث کا مطلب:]

دوسری حدیث کا یہ مطلب ہے کہ:

الٰہی! کر مجھ کو بہت صبر کرنے والا اور کر مجھ کو بہت شکر کرنے والا اور کر مجھ کو میری آنکھوں میں چھوٹا (تاکہ میں عُجب اور غرور میں نہ پڑوں) اور لوگوں کی آنکھوں میں بڑا (تاکہ اُن میں میرا وعظ اور امر و نہی اثر کرے۔ کذا فی "حرز الثمین شرح حصن حصین" لملا علی قاری۔[2]

[تیسری حدیث کا مطلب:]

تیسری حدیث اس کی مرادف ہے۔

یعنی، اے ربّ! مجھ کو میری نظر میں نرم کر اور لوگوں کی نظر میں مجھ کو عظیم دِکھلا اور بُری عادتوں سے مجھ کو دور رکھ۔

پس دیکھو ان احادیث کا کیا مطلب تھا، جن کو مؤلّفِ "ستارہ" نے اپنی کم فہمی سے کچھ اور ہی سمجھ کر معاذاللہ حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] کی ذلت پر محمول کر دیا اور اسی سرمایۂ علمی و بے بضاعتی پر یہ بے لگامی کہ آئمہ مجتہدین پر طعن کر رہا ہے۔ کسی نے کیا عمدہ کہا ہے: ؎

اگر ہوتا زمانے میں حصولِ علم بے محنت
تو بس ساری کتابیں ایک جاہل دھو کے پی جاتا

[قولہ:]

صاحبِ "شہابِ ثاقب" و "ستارہ محمدی" اپنے پیشوا کے اس قول کی نسبت کہ:

---

(1)۔۔: ایضاً ایضاً فصلِ دوّم میں ہے۔[مشكاة المصابيح: كتاب المناقب ، باب مناقب عمر ،رقم 6045ـ1704/3]

(2)۔۔: صفحہ ۴۷۴۔۴۷۵ مطبوعہ نول کشور، بر حاشیہ۔[الحرز الثمين للحصن الحصين:1544/3]

”سب لوگ پہلے اور پچھلے آدمی اور جن، یہ سب مل کر جبرائیل اور پیغمبر ہی سے ہو جائیں تو اُس مالک الملک کی سلطنت میں اُن کے سبب سے کچھ بھی رونق بڑھ نہ جائے گی اور جو سب شیطان اور دجال ہی سے ہو جائیں تو اُس کی کچھ رونق گھٹنے کی نہیں۔“

یہ فرماتے ہیں کہ یہ اس حدیثِ قدسی کا ترجمہ ہے:

«يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ، مَا زَادَ ذَلِكَ فِي مُلْكِي شَيْئًا، يَا عِبَادِي لَوْ أَنَّ أَوَّلَكُمْ وَآخِرَكُمْ وَإِنْسَكُمْ وَجِنَّكُمْ كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ، مَا نَقَصَ ذَلِكَ مِنْ مُلْكِي شَيْئًا»[1]

جواب:

آپ کا یہ کہنا کہ مولوی محمد اسماعیل کا ایسا لکھنا بعینہٖ حدیثِ مذکورہ بالا کا ترجمہ ہے، بجائے اُن کے ابراء کے ثابت کرتا ہے کہ اُن کو عربی عبارت کے سمجھنے اور صحیح ترجمہ کرنے تک لیاقت نہیں تھی، ورنہ «كَانُوا عَلَى أَتْقَى قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ مِنْكُمْ» کا ترجمہ (جبرائیل و پیغمبر ہی سے ہو جائیں) نہ کرتے۔ ایسا ہی جملہ «كَانُوا عَلَى أَفْجَرِ قَلْبِ رَجُلٍ وَاحِدٍ» کا [ترجمہ] (سب شیطان اور دجال ہی سے ہو جائیں)؛ کیوں کہ اس عبارت کا جس کو ذرا بھی عربی سے مس ہے، بخوبی معلوم ہے کہ یہ مطلب نہیں، بلکہ اس کا یہ مطلب ہے کہ:

ایک مرد بڑے متّقی اور پرہیز گار دل کی صفت پر یعنی، پیغمبر کے برابر متّقی ہو جائیں۔

سو یہ غلطی گو آپ جیسے موٹی عقل والوں کے نزدیک ایک ذرا سی معلوم ہوتی ہو گی، مگر حقیقت میں یہ اس قدر بڑی ہے کہ اُس سے کفر لازم آسکتا ہے؛ کیوں حدیث کے مفہوم کے بموجب ہر ایک آدمی پیغمبر کے برابر پرہیز گاری کر سکتا ہے؛ کیوں کہ پرہیز گاری و گناہ گاری ایک مکسوبی بات ہے،[2] اس لئے بندہ ماموربہ اوامر و نواہی

---

(1)۔۔:[صحیح مسلم: کتاب البر والصلة والآداب، باب تحریم الظلم، رقم55-(2577)]

(2)۔۔:[انبیاے کرام افضل الخلق اور اکرم الناس ہوتے ہیں اور بالخصوص سیّد المرسلین خاتم النبیین محمد رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم افضل الخلق، اکرم الناس، خیر البشر اور اکرم البریۃ ہیں۔ کوئی بھی امتی چاہے علم و عمل، تقویٰ اور پرہیز گاری میں کتنا ہی بلند مرتبہ ہو، وہ کسی بھی نبی کے برابر نہیں ہو

ہے، لیکن آپ کے پیشوا کے قول: ”جبر ائیل پیغمبر ہی سے ہو جائیں۔“
سے ثابت ہو تا ہے کہ تمام لوگ مثل پیغمبر کے ہو سکتے ہیں اور ایسا ہونا اُن کے اختیار میں ہے اور یہ صریح کفر ہے؛ کیوں کہ پیغمبری کا درجہ مکسوبی نہیں کہ آدمی اچھے کام کر کے پیغمبر بن سکے، بلکہ وہبی ہے، جس کو خدا چاہتا ہے، اُس کو یہ مرتبہ بخشتا ہے۔ چناں اُس کی نسبت اللہ جلّ شانُہ جابجا فرماتے ہیں:

﴿ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ﴾(1)

[ترجمہ کنز الایمان: یہ اللہ کا فضل ہے، جسے چاہے دے۔]

اور پھر پیغمبر بھی ایسے پیغمبر جیسا ہونا، جس کے حق میں یہ حدیثِ قدسی وارد ہے:

«لَوْ لا مُحَمَّد -صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ- لما ظهرت رُبُوبِيَّتِي» رواہ الحاکم(2)

[اگر محمد -صَلَّى اللّٰہُ عَلَيهِ وَسَلَّمَ- نہ ہوتے تو میں اپنا ربّ ہونا ہی ظاہر نہ کرتا۔]

«عَنْ عُمَرَ مَرْفُوعًا: إِنَّ آدَمَ رَأَى اسْمَ مُحَمَّدٍ مَكْتُوبًا عَلَى الْعَرْشِ وَإِنَّ اللّٰہَ قَالَ لآدَمَ: لَوْ لا مُحَمَّدٌ مَا خَلَقْتُکَ». رواہ الحَاکِم فی صحیحہ(3)

[حضرت عمر سے مرفوعاً روایت ہے کہ حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ نے عرش پر اسمِ محمد لکھا ہوا دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم عَلَيْهِ السَّلَامُ کو ارشاد فرمایا: اگر محمد-

---

سکتا، خصوصاً محبوبِ ربّ العالمین صَلَّى اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَيْهِ وَسَلَّم کے رتبہ اور درجہ تک تو کوئی نبی یا رسول بھی نہیں پہنچ سکتا۔ مزید تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمایئے:

"قلائد نحور الحور من فرائد بحور النور" ملقب بنام "تجلی الیقین بأن نبینا سیّد المرسلین (۱۳۰۵ھ)" از: امامِ اہلِ سنت

"مبین الهدیٰ فی نفی امکان مثل المصطفی (۱۳۲۴ھ)" از: امامِ اہلِ سنت

"تلألؤ الأفلاک بجلال حدیث لو لاک (۱۳۰۵ھ)" از: امامِ اہلِ سنت]

(1)--: [پ: ۶، المائدہ، ۵۴]

(2)--: یہ حدیث ہدیہ حرمین کے صفحہ ۲۴ میں ہے۔ ۱۲

(3)--: یہ حدیث رسالہ مصنوع ملا علی قاری کے حاشیہ، صفحہ ۳۲ پر مرقوم ہے۔ [المصنوع في معرفة الحديث الموضوع (الموضوعات الصغری) میں یہ حدیث نہیں مل سکی، البتہ علامہ ابو الحسنات محمد عبد الحی انصاری لکھنوی علیہ الرحمہ کی الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة: ذكر بعض القصص المشهورة، ص44 پر من وعن یہ موجود ہے۔]

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیہِ وَ سَلَّمَ -نہ ہوتے تو میں تجھے پیدا نہ کرتا۔]

افسوس! آپ کچھ سوچتے سمجھتے نہیں اور تمہارے فرقہ کا جو کوئی شخص کچھ لکھ دیتا ہے، آنکھیں بند کئے آمنَّا و صَدَّقنا کہہ کر اُس پر عمل کرنے لگ جاتے ہو اور زبان سے فخر اتّباعِ حدیث کا کرتے ہو۔ ؎

کیا فخر کرتے ہو ایسی وجہ پر
رؤو گے محشر میں ایسی سوچ پر

اس کے بعد صاحبِ "شہاب" نے دو آیتیں ایسی لکھ ماری ہیں، جن کا صرف اتنا ہی مطلب ہے کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ:

مجھ کو لوگوں کے ایمان و کفر کی کچھ پرواہ نہیں اور اُن کے اسلام و کفر سے میرا کچھ سُدھرتا و بگڑتا نہیں۔

سو یہ ہم بالرّأس والعین مانتے ہیں اور یہ ہی ہمارا دین و ایمان ہے، مگر آپ کے پیشوا کے قول سے ان آیات کو کیا نسبت؟ جو آپ نے بایں ریش و فش لکھ ماریں۔

قولہ:

مولوی صاحب مرحوم کا فرمانا کہ:

"خدا چاہے تو ایک آن میں جبرائیل اور محمد جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے۔"

یہ عین ترجمہ اس آیت کا ہے، جو سورۂ فرقان میں ہے:

﴿وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِیْ كُلِّ قَرْیَةٍ نَّذِیْرًا﴾[1]

یعنی، اگر ہم چاہتے تو ضرور کھڑا کرتے، ہر ایک بستی میں، نبی ڈرانے والا۔

اس آیت کی تفسیر میں امام رازی نے کئی وجہ لکھی ہیں، جن میں سے تیسری وجہ یوں لکھی ہے کہ:

"اس آیت میں خدا نے آں حضرت کی شان میں اپنے کمال لطف اور عنایت کو ظاہر فرمایا اور کچھ اس میں اپنی عظمت و جلال و بے پرواہی کا بھی جلوہ دکھایا۔ یعنی، یہ فرمایا

(1)۔۔:[پ:۱۹، الفرقان، ۵۱]

کہ ہم ہر ایک بستی میں محمد جیسے نبی کے بھیجنے پر قادر ہیں اور محتاج نہیں ہیں۔البتہ ایک محمد کی تادیب ہے اور اظہار اپنی کمالِ قدرت اور جلال کا۔اور پھر یہ فرمایا کہ اگر چاہتے تو ایسا کر دکھلاتے ، مگر چاہا ہی نہیں اور تم ایک ہی کو کُل عالَم کا نبی بنایا۔اظہار ہے کمالِ لطف اور عنایت کا۔" انتہی ملخصاً

جواب:

یہ آیت جس کو آپ نے اپنی خوش فہمی سے بڑے فخر کے ساتھ اپنے مدّعا کے اثبات میں پیش کیا ہے ، یہ تو عین ہمارے مطلب کی اور عدمِ امکانِ نظیر خاتمیّت آں حضرت[صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] کی دلیل قوی ہو کر تمہارے مدّعا کو بالکل بیخ و بن سے برکندہ کرنے والی ہے؛ کیوں کہ یہ آیت مکی ہے اور اس میں خدا نے یہ اظہار فرمایا ہے کہ اگر ہم چاہتے تو البتہ کھڑا کرتے ہر ایک گاؤں میں پیغمبر ڈرانے والا، لیکن اس لئے نہیں چاہا کہ تم پر نبوّت ختم ہو کر تمہاری عظمتِ شان و علوِّ مکان قیامت تک ظاہر ہو۔چناں "تفسیرِ حسینی" میں لکھا ہے:

اگر میخواستیم ہر آئینہ برمی انگیختم در ہر دیہی پیغمبری بیم کنندہ اما بجہت تعظیم شان و علو مکان تو نبوت را بر تو ختم کردیم وترا یگانہ مسلمانان و مردمان تا روز قیامت مبعوث سا ختیم۔انتہی (1)

[اگر ہم چاہتے تو ہر ایک گاؤں میں ڈر سنانے والا پیغمبر بھیج دیتے، لیکن اے محبوب! آپ کی تعظیم و علوِشان کی وجہ سے آپ پر نبوّت ختم کر دی اور آپ کو قیامت تک کے لیے ساری کائنات کے لیے مبعوث فرما دیا۔]

ایسا ہی دیگر تمام تفاسیر میں قریب قریب اس کے لکھا ہے اور اس کے بعد مدینہ میں آں حضرت[صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] کے حق میں آیت ﴿مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَ خَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ

(1)۔۔:صفحہ ۹۴، جلد دوم، مطبوعہ احمدی۔[تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی:پ:۱۹، الفرقان، تحت آیت ۵۱۔ 145/2]

بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا﴾[1] نازل فرمائی ہے۔

اس کی تفسیر میں "معالم التنزیل" میں لکھا ہے:

قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: يُرِيدُ لَوْ لَمْ أَخْتِمْ بِهِ النَّبِيِّينَ لَجَعَلْتُ لَهُ ابْنًا يَكُونُ بَعْدَهُ نَبِيًّا. وَرُوِيَ عَنْ عَطَاءٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ: أَنَّ اللهَ تَعَالَى لَمَّا حَكَمَ أَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَهُ لَمْ يُعْطِهِ وَلَدًا ذَكَرًا يَصِيرُ رَجُلًا. انتهى[2]

[حضرت عبد اللہ بن عباس فرماتے ہیں: مراد یہ ہے کہ اگر میں اُن (حضور عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ) پر سلسلۂ نبوّت ختم نہ کرتا تو میں اُنہیں بیٹا عطا کرتا جو اُن کے بعد نبی ہوتا۔ حضرت عبد اللہ بن عباس سے بروایت عطا مروی ہے: جب اللہ جلّ شانُہ نے یہ فیصلہ فرما دیا کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں تو آپ کو بیٹا عطا نہ فرمایا جو مرد (جوان) ہوتا، (حضرت ابراہیم رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْه بچپن میں ہی وفات پا گئے تھے)۔]

اور "مشکوۃ" میں "بخاری" و "مسلم" کی حدیث اس طرح پر درج ہے:

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَثَلِي وَمَثَلُ الْأَنْبِيَاءِ كَمَثَلِ قَصْرٍ أُحْسِنَ بُنْيَانُهُ تُرِكَ مِنْهُ مَوضِع لبنة فَطَافَ النظّارُ يتعجّبونَ من حُسنِ بنيانِه إِلَّا مَوْضِعَ تِلْكَ اللَّبِنَةِ فَكُنْتُ أَنَا سَدَدْتُ مَوْضِعَ اللَّبِنَةِ خُتِمَ بِيَ الْبُنْيَانُ وَخُتِمَ بِيَ الرُّسُلُ». انتهى[3]

یعنی، رسولِ خدا نے فرمایا کہ میری مثل اور مجھ سے اگلے پیغمبروں کی مثل اُس شخص کی طرح ہے کہ جس نے ایک مکان بنایا۔ سو اُس کو بہت سُتھرا اور اچھا بنایا، مگر اُس کے کونوں میں سے کسی کونے کو ایک اینٹ کے برابر ناتمام رکھا، سو آدمی اُس میں دیکھنے

---

(1)۔۔: [ترجمۂ کنز الایمان: محمّد تمہارے مردوں میں کسی کے باپ نہیں۔ ہاں! اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے پچھلے اور اللہ سب کچھ جانتا ہے۔] [پ:۲۲، الاحزاب، ۴۰]

(2)۔۔: صفحہ ۷۱۷، جلد دوم، مطبوعہ بمبئی۔ [معالم التنزيل في تفسير القرآن/تفسير البغوي: پ: ۲۲، سورة الاحزاب، تحت آية ۴۰۔ 646/3]

(3)۔۔: فضائل سید المرسلین، فصلِ اوّل۔ [مشكاة المصابيح: كتاب الفضائل والشمائل، باب فضائل سيد المرسلين، الفصل الأول، رقم 5745۔ 1601/3]

کو گھومنے لگے اور تعجّب کرنے لگے اور کہنے لگے کہ یہ اینٹ کیوں نہیں جمائی گئی، سو وہ اینٹ میں ہوں اور میں نے بند کر دی ہے جگہ اینٹ کی، پورا ہوا ہے مجھ سے مکان نبوّت کا اور پورے ہوئے ہیں مجھ سے پیغمبر۔

وَعَنِ العِرْبَاضِ بنِ سارِيةَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: «إِنِّي عِنْدَ اللّٰهِ مَكْتُوبٌ: خَاتَمُ النَّبِيِّينَ». (1)

یعنی، میں خدا کے پاس خاتم النبیّین لکھا ہوا ہوں۔

دیکھو پہلی آیت میں خدا نے ﴿وَ لَوۡ شِئۡنَا﴾ کا لفظ فرما کر ضمناً اپنی عدمِ مشیّت کا اظہار دربارۂ نظیرِ رسولِ کریم کیا ہے اور مشیّت خدا کی صفاتِ ازلیہ میں سے مثل حیات وعلم و قدرت وغیرہ کے ہے اور مشیّت مراد ہے ارادہ تامہ سے جس کے خلاف نہیں کر سکتا جیسا کہ عقائد کی کتابوں میں مثل شرح فقہ اکبر و شرح عقائدِ نسفی وغیرہ کے مصرّح ہے اور یہ بھی ثابت ہے کہ دنیا و آخرت میں جو جو چیز واقع ہونی ہے وہ سب خدا کی مشیّتِ ازلیہ و علم و قدرت سے لوحِ محفوظ میں پہلے سے لکھی گئی ہے۔ لقولہ تعالیٰ:

﴿وَكُلُّ شَيۡءٍ فَعَلُوۡهُ فِى الزُّبُرِ ۝٥٢ وَكُلُّ صَغِيۡرٍ وَّكَبِيۡرٍ مُّسۡتَطَرٌ ۝٥٣﴾ (2)

پس آیتِ مذکورہ حسبِ مفہوم خود اور بیانِ تفاسیر یہ ثابت کرتی ہے کہ اگر ہم اپنی مشیّتِ ازلیہ میں چاہتے تو محمد جیسے اور پیغمبر مبعوث کرتے، مگر اس لئے مبعوث کرنا نہیں چاہا کہ اُن کی اعلیٰ شان اور فضیلت ثابت ہو اور دوسری آیت میں اُس فضیلت کا بیان کر دیا کہ وہ ختمِ نبوّت ہے کہ اُن کے بعد اور کوئی پیغمبر نہ ہو گا اور حدیث نے اُس کی تائید میں یہ بتا دیا کہ مکانِ نبوّت میں جو ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی اُس کو ہمارے وجود باجود نے پُر کر کے مکمّل کر دیا ہے۔ اب اُس میں اور کسی اینٹ کے لگنے کی گنجائش نہیں رہی۔ پس پہلی آیت کا یہ مطلب ہوا کہ ہم نے نہ تو محمد کے اوّل اور نہ اُن کے بعد اُن جیسا

---

(1)۔۔:مشکوۃ: فضائل سید المرسلین، فصل دوّم۔[مشكاة المصابيح: كتاب الفضائل و الشمائل، باب فضائل سيد المرسلين، الفصل الثاني، رقم 5759۔1604/3]

(2)۔۔:[اور انہوں نے جو کچھ کیا سب کتابوں میں ہے اور ہر چھوٹی بڑی چیز لکھی ہوئی ہے۔][پ:۲۷، القمر، ۵۳]

اور نبی بھیجنا چاہا ہے۔ سو اس صورت میں مولوی محمد اسماعیل کا یہ قول کہ:

"خدا چاہے تو ایک آن میں جبرائیل اور محمد جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے۔"

آیات و احادیثِ مذکورہ کے سراسر مخالف ہے:۔

اوّل: اس لئے کہ خدا تو یہ فرماتا ہے کہ ہم نے نہ اب نہ آئندہ کو محمد جیسا اور کوئی بھیجنا چاہا ہے اور آپ کے پیشوا یہ کہہ کر کہ:

"خدا تو محمد جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے۔"

خواہ نخواہ خدا کی مشیّت کو حضرت [**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم**] جیسا پیدا کرنے متعلّق کر کے آں حضرت [**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم**] کی خاتمیّت میں لوگوں کو شبہ میں ڈالتے ہیں۔

دُوم: یہ فقرہ کہ: "کروڑوں پیدا کر ڈالے۔"

ثابت کرتا ہے کہ حضرت [**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم**] جیسے کروڑوں پیغمبر خدا کے علم میں موجود ہیں، صرف پیدا و ظاہر کرنے کی دیر ہے، حالاں کہ حضرت [**صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم**] نے اپنے حق میں «**إِنِّي عِنْدَ اللہِ مَكْتُوبٌ: خَاتَمُ النَّبِيِّينَ**» فرمایا ہے۔

اور تفسیرِ "جلالین" میں زیرِ آیت ﴿**وَ كَانَ اللّٰهُ بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمًا**﴾[1] کے لکھا ہے: **بِأَنْ لَا نَبِيّ بَعْدَه**.[2]

اور یہ جو آپ نے کہا ہے کہ: "پیدا کر دینا اور بات ہے اور کر سکنا اور بات۔"

حضرتِ من! یہ بات ہم بھی جانتے ہیں، مگر کیا کریں آپ کی اس تاویل کو خود اُس کی عبارت ہی جھٹلا رہی ہے۔ خدا کے لئے! آنکھوں پر سے تعصّب کی پٹی اُتار کر دیکھو کہ وہ تو صاف "پیدا کر ڈالے" کہہ رہے ہیں، جو "کر ڈالے" و "کر دے" ایک ہی ہیں، کہاں اُنہوں نے "پیدا کر سکتا ہے" لکھا ہے، جو آپ "المعنی فی بطن الشاعر" پر عمل کر کے ناحق تحریفِ معنوی کرتے ہیں اور اپنی عاقبت کو سنوار رہے ہیں۔ سچ ہے:ـ

---

(1)۔۔: [پ: ۲۲، الاحزاب، ۴۰]

(2)۔۔: [تفسیر الجلالین: پ: ۲۲، سورۃ الاحزاب، تحت آیۃ ۴۰۔ ص 556]

بے بصیرت را نباشد درحق و باطل تمیز
کور یک داند عصائی سحر و اعجاز کلیم

سِوُم:

قولِ مذکور ثابت کرتا ہے کہ حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] جیسا اور پیدا ہونا ممکن ہے، گو وقوع میں نہ آئے، سو اس کو بھی علمائے کرام نے بالاتّفاق کفر لکھا ہے۔ چناں چہ شیخ شہاب الدین فضل اللہ توپشتی متوفی ۶۱۷ ہجری، شارح "مصابیح السنہ" نے اپنی کتاب "معتمد المعتقد" میں۔ جو مشہور بہ "عقائدِ تورپشتی" ہے ۔ لکھا ہے:

و پیش از آمدن رسول علیه الصلوة و السلام بزبانِ انبیاء پیشن که وصف پیغمبر کرده اند گفته شد که محمد صلی الله علیه وسلم آخر انبیاء است در کتبِ انبیاء ہمه یاد کرده اند که محمد صلی الله علیه وسلم خاتم انبیاء است و معنی خاتمیت آں که مثلا قاری گوید که من بآخر سوره و الناس رسیده ختم قرآن نموده ام۔زندیقان که منکر خاتمیت اند ظاہرا انکار آن زبانی اظہار نیارد کردن اما به بہانه ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ پائے نہند و اہلِ اسلام را در بہشت اندازند۔ پس ہر که گوید بعد از وے صلی الله علیه وسلم نبی دیگر بود یا ہست یا خواہد بود و نیز آں کس که گوید که امکان دارد که باشد کافر است۔انتہی[1]

[اور حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی آمد سے پہلے ہی اُن کے اوصاف انبیائے کرام کی زبانوں سے ظاہر ہو چکے تھے کہ فرمایا: حضور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم آخر الانبیاء ہیں۔ کتبِ انبیاء میں سب نے یاد فرمایا ہے کہ حضور محمد صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم آخر الانبیاء ہیں اور خاتمیت کے معنی یہ ہیں کہ مثلاً: قاری یہ کہتا ہے کہ میں نے سورہ والناس تک قرآنِ کریم ختم کر دیا ہے۔

---

(1)۔۔: یہ عبارت سراج السلام فی دفع خدشات۔۔۔ الظلام، مطبوعہ ۱۲۸۵ ہجری کے صفحہ ۴۳ میں درج ہے۔

زندیق جو خاتمیّتِ حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے منکر ہیں، وہ ظاہر اً زبان سے انکار بیان نہیں کرتے، مگر آیتِ کریمہ ﴿اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ کی آڑ میں چھپاتے ہیں اور اہلِ اسلام کو بہشت میں ڈالتے ہیں۔ پس جو بھی یہ کہے کہ:

حضور صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے بعد دوسرا نبی تھا یا ہے یا ہو گا۔

نیز! ہر وہ شخص جو یہ کہے کہ: [دوسرے نبی کے ہونے کا امکان ہے، وہ کافر ہے۔]

[قولہ:]

یہاں صاحب "ستارہ محمدی" کی دیانت کا بھی کچھ شمہ دکھلانا مناسب ہے، جنہوں نے بڑے فخر سے لکھا ہے کہ "تقویۃ الایمان" کے اس مضمون:

"خدا چاہے تو ایک آن میں جبرائیل اور محمد جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے۔"

کے مطابق کلام اللہ کی آیتیں موجود ہیں۔ دیکھو پہلی سورۂ نساء میں ہے:

﴿اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ اَیُّهَا النَّاسُ وَیَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَلٰى ذٰلِكَ قَدِیْرًا﴾(1)

دوسری آیت سورۂ ابراہیم میں ہے:

﴿اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ وَیَاْتِ بِخَلْقٍ جَدِیْدٍ ﴿۱۹﴾ وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِیْزٍ ﴿۲۰﴾﴾(2)

جواب:

یہاں تو آپ کی مسلمانی خصوصاً اتّباعِ سنتِ نبوی کی قلعی خوب کُھل گئی کہ ان آیات کو جو کفا کے حق میں تھیں، اپنا مطلب ثابت کرنے کے لئے ناحق آں حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] پر منطبق کرکے اپنے آپ کو دوزخ کا ایندھن بنایا۔ اگرچہ آیاتِ مذکورہ بالا کی ماقبل ومابعد آیات کو دیکھ کر ایک طفلِ مکتب بھی صاف

---

(1)۔۔: [اے لوگو وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور اوروں کو لے آئے اور اللہ کو اس کی قدرت ہے] [پ:۵، النساء، ۱۳۳]

(2)۔۔: [وہ چاہے تو تمہیں لے جائے اور نئی مخلوق لے آئے اور یہ اللہ پر کچھ دشوار نہیں] [پ:۱۳، سورۂ ابراہیم، ۱۹۔۲۰]

معلوم کر سکتا ہے کہ آیاتِ مذکورہ کفار کے حق میں ہیں، مگر ہم التزاماً تفاسیر سے بھی کچھ پیش کرتے ہیں:۔

دیکھو پہلی آیت میں ﴿اَیُّهَا النَّاسُ﴾ کے نیچے تفسیر "معالم التنزیل" میں لکھا ہے:

أَيْ:الْكُفَّارَ.[1]

"بیضاوی" میں ہے:

هذا التهديد لمن كفر به وخالف أمره. وقيل: هو خطاب لمن عادى رسول الله صلّى الله عليه وسلّم من العرب.[2]

[یعنی، یہ تہدید ہر اُس شخص کو ہے جس نے آپ عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کا انکار اور آپ عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کے امر کی مخالفت کی اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ خطاب آپ عَلَیْهِ الصَّلَاۃُ وَالسَّلَامُ کے عرب دشمنوں سے ہے۔]

اور تفسیر "حسینی" میں لکھا ہے کہ:

جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول اللہ [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْهِ وَسَلَّم] نے مسلمانوں کی پشت پر دست مبارک مار کر فرمایا کہ ﴿یَاْتِ بِاٰخَرِیْنَ﴾ سے مراد تم ہی لوگ ہو۔[3]

اور دوسری آیت میں ﴿اِنْ یَّشَاْ یُذْهِبْكُمْ﴾ کے نیچے تفسیرِ "عباسی" میں لکھا ہے:

يهلككم يا أهل مَكّة.[4]

اور "تفسیرِ حسینی" میں لکھا ہے:

ببرد شما را اے اہلِ مکه و معدوم گرداند و بیارد آفریده نو بجائے

---

(1)۔۔: صفحہ ۴۵۷، مطبوعہ بمبئی۔[معالم التنزيل في تفسير القرآن/ تفسير البغوي: سورة النساء، تحت آية ۱۳۳۔ 711/1]

(2)۔۔: جلد اوّل، صفحہ ۲۰۶۔[أنوار التنزيل وأسرار التأويل: سورة النساء، تحت آية ۱۳۳۔ 102/2]

(3)۔۔: دیکھو صفحہ ۱۴۳، جلد اوّل۔[تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی: پ:۵، النساء، تحت آیت ۱۳۳۔ 198/1]

(4)۔۔: صفحہ ۶۳۔[تنوير المقياس من تفسير ابن عباس: پ:۱۳، سورۂ ابراہیم، تحت آیت ۱۹، ص 212]

شما که در کفر و تکذیب مثل شما نباشد۔ انتہی[1]

[لے جائے تمھیں اے اہلِ مکہ! اور مٹادے اور تمہاری جگہ ایسی قوم کو لے آئے جو کفر و تکذیب میں تمہاری مثل نہ ہو۔]

علاوہ اس کے مؤلّفِ ''ستارہ'' نے اس خیال سے کہ شاید کوئی قرآن نکال کر ان آیات کو دیکھے اور ہمارا بہتان و کذب ظاہر ہو، ان آیات کے پتہ دینے میں یہ چالاکی کی کہ پہلی آیت کا سورۂ نساء میں پتہ دے کر حاشیہ پر لکھ دیا کہ یہ آیت چوتھے سیپارے کے چوتھے پاؤ میں ہے، حالاں کہ پانچویں سیپارہ میں ہے اور دوسری کی نسبت متن میں سورۂ ابراہیم کا پتہ لکھ کر حاشیہ پر لکھ دیا کہ یہ سورۂ فاطر کے تیسرے رکوع میں ہے، حالاں کہ کجا سورۂ ابراہیم، کجا سورۂ فاطر! اور ترمیم کرکے جو دوبارہ رسالۂ مذکورہ چھپوایا، اُس میں بھی اس کارسازی کو قائم رکھا، تاکہ یکایک آیاتِ مذکور لوگوں کو قرآن میں دستیاب نہ ہوسکیں۔ واہ! یہ کیا دین داری ہے؟ کیا اتّباعِ سنتِ نبوی اسی کا نام ہے کہ معاذاللہ آں حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] کو زمرۂ کفار میں شمار کردیا؟

افسوس! اس زمانہ نے بھی آنا تھا کہ جن باتوں کی مخالفِ اسلام نہیں جراءت کرسکتے تھے، اُن کو خود مدّعیانِ اسلام، اسلام کے پیرایہ میں کرنے سے نہیں گزرتے۔

لباس مومنان کار شیاطین

اور صاحبِ ''ستارہ'' جو آیت ﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ کو بار بار پیش کرتے ہیں، اس سے اُن کے دعویٰ کو کچھ بھی تائید نہیں ہوتی؛ کیوں کہ تفسیرِ ''بیضاوی'' میں لکھا ہے کہ:

اس آیت میں لفظ ﴿شَیْءٍ﴾ کا مختص ہے ساتھ موجود کے؛ کیوں کہ ﴿شَیْءٍ﴾ اصل میں شَاءَ کا مصدر ہے، جو کبھی بمعنی شاءٍ یعنی، فاعل کے بولا جاتا ہے اور اس صورت میں خداتعالیٰ کو بھی شامل ہے:

﴿قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهٰدَةً ؕ قُلِ اللّٰهُ ۙ﴾ [پ:۷، الانعام، ۱۹]

(1)۔۔: دیکھو صفحہ ۳۴۱، جلد اوّل۔ [تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی: پ:۱۳، سورۂ ابراہیم، تحت آیت ۱۹۔۲۰، 1/536]

اور کبھی بمعنی مَشِيءٌ أُخریٰ یعنی، مفعول کے بولا جاتا ہے اور جس چیز کو خدا نے چاہا ہے، وہ موجود ہے، گو ظہور اُس کا پیچھے ہو اور اسی پر مبنی ہے، قولہ تعالیٰ:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾[پ:۱، البقرہ، ۲۰]

اور

﴿اَللّٰهُ خٰلِقُ كُلِّ شَیْءٍ﴾[پ:۲۴، الزمر، ۶۲] (1)

یعنی، مطلب یہ ہے کہ اس آیت میں لفظ ﴿شَیْءٍ﴾ کا عام نہیں، بلکہ بمعنی مفعول بولا گیا ہے اور اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ خدا ہر ایک چیز پر جس کو اُس نے چاہا ہے، قادر ہے۔ ورنہ اگر عام لیا جائے تو لازم آتا ہے کہ خدا اپنا ثانی بھی پیدا کرنے پر قادر ہے؛ کیوں کہ ﴿شَیْءٍ﴾ میں خدا بھی داخل ہے، سو یہ محال ہے، اس لئے دیگر تفاسیر میں لفظ ﴿شَیْءٍ﴾ کا بمعنی مفعول ترجمہ کیا گیا ہے۔ چناں چہ تفسیرِ "جلالین" میں لکھا ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ﴾ شَاءَهُ ﴿قَدِیْرٌ﴾ (2)

اور "معالم" میں لکھا ہے:

قَرَأَ ابْنُ عَامِرٍ وَحَمْزَةُ: «شَاءَ، وَجَاءَ»، حَيْثُ كَانَ بِالْإِمَالَةِ. انتهى (3)

اور ملا علی قاری نے "شرح فقہ اکبر" میں لکھا ہے:

هذا وقد قيل: كل عام يخصّ كما خصّ قوله تعالىٰ: ﴿وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ بما شاءه ليخرج ذاته و صفاته و مالم يشأ من مخلوقاته وما يكون من المحال وقوعه في كائناته.

والحاصل: أن كل شيىء تعلقت به مشيئته، تعلقت به قدرته. (4)

[تحقیق کہا گیا ہے کہ ہر عام خاص ہو جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان ﴿وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ میں خاص کیا گیا، جو وہ چاہے، تاکہ خارج ہو جائے اُس

---

(1)۔۔:[أنوار التنزيل وأسرار التأويل: پ: ۱، البقرہ، تحت الآيه ۲۰ـ53/1]

(2)۔۔: صفحہ ۴ مطبوعہ بمبئی۔[تفسير الجلالين: البقرہ، تحت الآيه ۲۰ـ6/1]

(3)۔۔: صفحہ ۱۷ مطبوعہ بمبئی۔[معالم التنزيل في تفسير القرآن: البقرہ، تحت الآيه ۲۰ـ93/1]

(4)۔۔: صفحہ ۵۴ مطبوعہ فاروقی۔[منح الروض الازہر شرح الفقہ الاکبر: ص78]

کی ذات، صفات اور مخلوقات میں سے جیسے وہ نہ چاہے اور یوں ہی وہ، کائنات میں جس کا وقوع محال تھا۔

الغرض ہر وہ شے جس کے ساتھ اُس کی مشیئت متعلق ہوتی ہے، اُس کے ساتھ اُس کی قدرت بھی متعلق ہوتی ہے۔]

پس آیت ہمارے دعویٰ کی مؤیّد ہے اور مخالفین کے مزعومات کی سراسر مُبطِل ہے۔

ہم الزام اُن کو دیتے تھے قصور اپنا نکل آیا

مولوی غلام قادر صاحب کی اس تفریع پر کہ جب خدا تعالیٰ نے حضرت کو خاتم النبیّین فرمایا تو دو حال سے خالی نہیں: خدا کو علم تھا کہ کوئی روح مثل رسولِ خدا کے ہے یا نہ تھا، اگر علمِ خدا میں تھا تو کہنا خاتم النبیّین کا کذب اور اور دروغ ہوا اور یہ کفر ہے اور اگر نہ تھا تو اب "تقویۃ الایمان" والا کہاں سے لکھتا ہے کہ:

"خدا چاہے تو محمد جیسے کروڑوں پیدا کر ڈالے۔"

اس کا جواب صاحبِ "شہابِ ثاقب" یہ دیتے ہیں:۔

قولہ:

اگر ایسا ہی ہے تو کئی جگہ تکذیبِ قرآن لازم آئے گی۔ چناں چہ:۔

پہلی نظیر: آپ فرمایئے کہ جب خدا نے خاتم النبیّین فرمایا تو دو حال سے خالی نہیں: خدا کو علم تھا کہ کوئی کوئی مثل رسولِ خدا کے ہے یا نہ تھا۔ اگر تھا تو کہنا خاتم النبیّین بقول آپ کے کذب ہوا، اگر نہ تھا تو خدا کہاں سے فرماتا ہے:

﴿وَ لَوۡ شِئۡنَا لَبَعَثۡنَا فِیۡ کُلِّ قَرۡیَۃٍ نَّذِیۡرًا﴾ (1)

جواب:

جب خدا نے آں حضرت کو خاتم النبیّین فرمایا تو کوئی روح مثل رسولِ خدا کے خدا کے علم میں نہ تھی، جیسا کہ تفسیرِ "جلالین" میں زیرِ آیت ﴿وَ کَانَ اللّٰہُ بِکُلِّ شَیۡءٍ

(1)۔۔:[پ:۱۹، الفرقان، ۵۱]

عَلِيۡمًا﴾[1] کے لکھاہے: بِأَنْ لَا نَبِيَّ بَعْدَه.[2]

اور آیت﴿وَ لَوۡ شِئۡنَا﴾ اس کی مناقض نہیں، جیسا کہ آپ نے اپنی خوش فہمی سے سمجھاہے، چناں چہ اس کا بیان پیچھے مفصّل گذرا۔

قولہ:

دوسری نظیر: جب خدا نے ﴿وَّلَا يَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِيۡنَ﴾[3] (یعنی، بنی آدم ہمیشہ آپس میں مختلف رہیں گے) فرمایا تو دو حال سے خالی نہیں: خدا کو علم تھا تمام بنی آدم کا ہمیشہ تک ایک ہی اعتقاد پر متّفق رہنے کا یا نہ تھا۔ اگر تھا تو کہنا ﴿وَّلَا يَزَالُوۡنَ مُخۡتَلِفِيۡنَ﴾ کا بقول آپ کے کذب ہوا اور اگر نہ تھا تو اللہ کہاں سے فرماتا ہے:

﴿وَلَوۡ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً﴾[4]

یعنی، اگر چاہے تیرا ربّ، کر دے ساری اولادِ آدم کو ایک ہی گروہ۔

جواب:

خدا کو علم تھا کہ تمام بنی آدم ایک اعتقاد پر نہ رہیں گے اور آیت﴿وَلَوۡ شَآءَ﴾ اس کی مناقض نہیں ہے، صرف آپ کے فہم کا قصور ہے کہ ﴿شَآءَ﴾ کا ترجمہ (چاہے) کر دیا، حالاں کہ اُس کا ترجمہ (چاہتا) ہے۔ یعنی، اگر تیرا ربّ چاہتا تو البتہ تمام ایک ہی گروہ ہوتے، سو اُس نے ایسا نہیں چاہا، اس لئے ہمیشہ مختلف رہیں گے۔ واہ! اسی مادۂ علمی پر تصنیف و تالیف کا شوق ہوا ہے۔

قولہ:

جب خدا نے﴿اِنَّ الَّذِيۡنَ حَقَّتۡ عَلَيۡهِمۡ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤۡمِنُوۡنَ﴾[5]

یعنی، جن لوگوں پر سچ ہوا کلمہ تیرے ربّ کے عذاب کا، وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے۔

---

(1)۔۔:[پ:۲۲، الاحزاب، ۴۰]

(2)۔۔:[تفسیر الجلالین: پ:۲۲، سورۃ الاحزاب، تحت آیۃ ۴۰۔ ص556]

(3)۔۔:[پ:۱۲، ہود، ۱۱۸]

(4)۔۔:[پ:۱۲، ہود، ۱۱۸]

(5)۔۔:[پ:۱۱، یونس، ۹۶]

فرمایاتو دو حال سے خالی نہیں: خدا کو علم تھا تمام بنی آدم کے باایمان ہو جانے کا یا نہ تھا، اگر علمِ خدا میں تھا تو کہنا﴿اِنَّ الَّذِيْنَ حَقَّتْ عَلَيْهِمْ كَلِمَتُ رَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ کا بقول آپ کے کذب اور دروغ گوئی ہوا اور یہ کفر ہے اور اگر نہ تھا تو اب خدا کہاں سے فرماتا ہے:

﴿وَ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَاٰمَنَ مَنْ فِي الْاَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيْعًا﴾ (1)

اگر چاہتا تیرا ربّ ضرور ہی مومن ہوتے سارے لوگ جو زمین میں ہیں۔

جواب:

خدا کو علم تھا کہ جن لوگوں پر ہمارا کلمہ سچ ہوا، وہ کبھی ایمان نہ لائیں گے اور دوسری آیت اس کی مناقض نہیں؛ کیوں کہ خدا کہتا ہے کہ ہم نے چاہا ہی نہیں کہ سب لوگ ایمان لائیں۔ پس اب تناقض کہاں رہا؟

کی بناوٹ بہت سی باتوں میں
پر کہیں چھپتی ہے بنائی بات

اس کے بعد مؤلّف نے بعنوان (جواب تحقیقی) محالِ عقلی کے قضیہ کو چھیڑ کر اُس میں پھر اُنہیں آیات﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾ اور ﴿وَ لَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ نَّذِيْرًا﴾ (2) کو پیش کیا ہے، جن کا جواب کما ینبغی پیچھے ہو چکا ہے اور نیز چوں کہ محالِ عقلی کی نسبت مولوی فضلِ حق و مولوی فضلِ امام و مولوی محمد قاسم صاحب بشرح وبسط بحث کر کے متعدّد رسالہ تالیف کر چکے ہیں اور محالِ عقلی کا مسئلہ ایسا ہے کہ عوام کو اُس کے سمجھنے سے معذور ہیں، اس لئے اُس کے جواب کی یہاں کچھ حاجت نہیں۔ ناظرین خود اُس کا دفعیہ کر سکتے ہیں۔

مؤلّف "ستارہ محمدی" نے گو اپنا رسالہ ترمیم کر کے چھپوایا ہے اور اُس میں شیخ شرف الدین احمد بن یحییٰ منیری کے مکتوب ۳۵ سے یہ عبارت نقل کی ہے کہ:

---

(1)۔۔:[پ:۱۱، یونس، ۹۹]
(2)۔۔:[پ:۱۹، الفرقان، ۵۱]

اگر خواہد در ہر لحظه صد ہزار چون محمد بیافرینند۔الخ

وہ حسبِ ذیل موجود ہے، قابلِ استناد نہیں اور مبحث سے خارج ہے:۔

اوّل:

یہ کہ مولوی غلام قادر صاحب کا یہ دعویٰ تھا چوں کہ آپ لوگ بغیر قرآن و حدیث کے اور کوئی بات نہیں مانتے،اس لئے اپنے پیشوا کے ہر ایک قول کو،جو اُس نے ''تقویۃ الایمان''میں لکھاہے، قرآن یاحدیث سے ثابت کرو۔

دُوُم: یہ کہ تم خود ہی حسبِ تحریر حضرت مجتہد امر تسری کے صوفیائے کرام کو۔جو صرف نقشبندی،چشتی ، قادری،سہر وردی فرقوں میں منحصر ہیں،جن میں صاحبِ مکتوب مذکور بھی داخل ہیں۔مشرک فی الرسالت و مشرک فی الالوہیۃ سمجھتے ہو،تو پھر اُن کے اقوال سے سند کیوں لیتے ہو۔

سِوُم: اگر آپ اہلِ تصوّف کے اقوال سے سند پکڑتے ہیں تو آپ کو صوفیائے کرام کا یہ قول بھی ماننا پڑے گا کہ آں حضرت [صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] کی تین صورتیں ہیں: ایک بشری دوسری ملکی تیسری حقی

جیسا کہ ''تفسیرِ حسینی''میں سورہ مریم کے شروع کٓھٰیٰعٓصٓ کی تفسیر میں لکھاہے:

در مواہب صوفیان بادیه از مواہب الہی که برآن حضرت شیخ رکن الدین علاء الدوله والدین سمنانی قدس سره فرود آمده مذکور است که حضرت رسالت پناه راسه صورت است:

یکی بشری: قوله تعالیٰ:

﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

دوم ملکی: چناں چه فرموده است:

«إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ، عِنْدَ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي»

سوم حقی: کما قال علیه السلام:

«لي مع الله وقت لا يسعني فيه مَلَکٌ مُقَرَّبٌ وَلاَ نَبِيٌّ مُرْسَلٌ»

وازین روشن تر:

«مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ»

وحضرت اللہ تعالیٰ را با او در ہر صورتے سخنے بعبارتے دیگر واقع شدہ در صورت بشری کلمات مرکب چون﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾و در صورت ملکی حروف مفردہ مانند﴿كٓهٰيٰعٓصٓ﴾و در صورت حقی کلام مبہم کہ﴿فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى﴾انتہی[1]

[مواہبِ صوفیا میں حضرت شیخ سمنانی عَلَيْه الرَّحْمَه کے مواہب میں سے مذکور ہے کہ حضور رسالت مآب صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم کی تین صورتیں ہیں:

(۱)... **صورتِ بشری:** جیسا حق تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ﴾

(۲)... **صورتِ ملکی:** جیسا خود حضور صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم نے فرمایا:

«إِنِّي لَسْتُ كَأَحَدِكُمْ، عِنْدَ رَبِّي يُطْعِمُنِي وَيَسْقِينِي»

(۳)... **صورتِ حقی:** جیسا خود آپ نے فرمایا:

«لي مع الله وقت لا يسعني فيه مَلَكٌ مُقَرَّبٌ وَلَا نَبِيٌّ مُرْسَلٌ»

اور اس سے بھی واضح یہ حدیث ہے کہ:

«مَنْ رَآنِي فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ»

اور حضرت حق تعالیٰ کا ہر صورت میں آپ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ کے ساتھ کلام اور ہی عبارت میں واقع ہوا ہے۔ صورتِ بشری میں مرکّب کلمے۔ جیسے:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾

اور صورتِ ملکی میں حروفِ مفردہ۔ جیسے:

﴿كٓهٰيٰعٓصٓ﴾وغیرہ مقطّعات

اور صورتِ حقّی میں کلام مبہم کہ:

﴿فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى﴾الآیہ۔]

اور شیخ عبد الحق محدّثِ دہلوی نے "مدارج النبوت" میں لکھا ہے:

---

(1)۔۔: جلد دوم، ص ۱۱۔۱۲، [تفسیرِ قادری ترجمہ اردو تفسیرِ حسینی: پ:۱۶، سورۂ مریم، تحت آیت ۱۔10/2]

بداں که احوال و اوصاف شریف آنحضرت صلی الله علیه وسلم دو قسم اند: یکی از آنچه مذکور اند در احادیث و اخبار که ماثور اند بنقلِ ثقات و مسطور اند در کتبِ سیر از اخلاق و صفات که کافی و وافی اند در نبوت و رسالت وے و افضلیت و اکملیت وے از سائر انبیا و رسل۔

و قسمے دیگر ست که مکاشفانِ اسرارِ حقیقت و مشاہدانِ انوارِ وحدت بدیده بصیرت دریافته۔۔اند که انبیاء مخلوق اند از اسماء ذاتیۂ حق و اولیاء از اسماء صفاتیه و بقیه کائنات از صفاتِ فعلیه و سید الرسل مخلوق ست از ذاتِ حق و ظہور حق در وے بالذات ست۔انتہی ملخّصاً(1)

[جان لو کہ حضور عَلَیْہِ الصَّلَاۃُوَ السَّلَامُ کے احوال واوصاف دو قسم کے ہیں:

ایک تو وہ ہیں جو احادیث و اخبار میں مذکور ہیں اور کتبِ سیر میں جو اخلاق و صفات مذکور و مسطور ہیں، وہ آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کی نبوّت ورسالت اور تمام انبیاء ورسلِ کرام سے آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے افضل واکمل ہونے میں کافی ووافی ہیں۔

دوسری قسم وہ ہے جو مکاشفانِ اسرارِ حقیقت اور مشاہدینِ انوارِ وحدت نے دیدۂ بصیرت پایا ہے کہ انبیاء کرام حق تعالیٰ کے اسمائے ذاتیہ، اولیاء اسمائے صفاتیہ اور دیگر کائنات صفاتِ فعلیہ سے پیدا کئے گئے ہیں اور حضور سیّد الرسل صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ذاتِ حق سے مخلوق ہیں اور ظہورِ حق آپ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم میں بالذات ہے۔انتہی ملخصاً]

پھر دوسرے صفحہ میں لکھتے ہیں:

پس انبیاء و اولیاء علیہم صلوات الله و سلامه مظہر اسماء و صفات گشتند و محمد صلی الله علیه وسلم مظہر ذاتِ حق۔پس گشت ذی مقام اجلال و اکرام علیه بالذات و بواسطه علیہم افضل

---

(1)۔۔:جلد دُوُم، صفحہ ۲۰۷۔[مدارج النبوة:،تکمله در صفاتِ کامله رسول صلی الله علیه وسلم بلسان اہل معرفت۔۔۔،609۔608/2]

الصلوات و السلام و چون سید رسل مخلوق ست از ذاتِ حق و ظہورِ حق بروے بالذات ست منفرد و فائق آمد از ہر کہ غیرِ اوست در تمامہ صفات و جمیع کمالات و ہم ازیں جہت ناسخ است دین وے سائر ادیان را۔انتہی[ملخّصاً] (1)

[پس انبیا و اولیا علیھم صلوات اللہ و سلامہ مظہرِ اسما و صفات ہوئے اور محمد صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم مظہرِ ذاتِ حق تو حضور اکرم صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم بالذات صاحبِ عظمت مقامِ اجلال و اکرام ہیں اور باقی سب آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کے واسطے سے، جب کہ حضور صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم ذاتِ حق سے مخلوق ہیں اور ظہورِ حق اُن پر بالذات ہے، لہٰذا تمام صفات و کمالات میں دیگر سب سے منفرد و فائق تشریف لائے اور اسی جہت سے آپ صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم کا دین تمام ادیان کا ناسخ (منسوخ کرنے والے) ہے۔]

اور اس کے بعد چند صفحات میں قرآن و حدیث سے اس کے دلائل بیان کئے ہیں۔

اب آپ کو لازم ہے کہ اہلِ باطن کے قولِ مذکورہ بالا کو بھی بالرّاس والعین تسلیم کریں، ورنہ ﴿اَفَتُؤْمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْکِتٰبِ وَتَکْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ﴾ کا مصداق ہونا پڑے گا، حالاں کہ آپ اس سے صرف انکار ہی نہیں کرتے، بلکہ آں حضرت [صَلَّی اللہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّم] کی حقی صورت اور خدا کی ذات سے مخلوق ثابت کرنے والوں کو کافر تک کہنے سے نہیں چوکتے، جیسا کہ آپ کے مجتہد امر تسری نے "تحقیق الکلام" کے صفحہ ۴۴ میں:

گفتہ او گفتہ اللہ بود

کے قائل تک کو مشرک کہا ہے۔پس جب آپ اہلِ باطن کے بیانِ مذکورہ بالا کو مان لیں تو اُس وقت ہم آپ کو مکتوبِ مذکور کی عبارتِ محوّلہ کی ٹھیک ٹھیک تاویل بھی سمجھا دیں گے اور یہ بھی ظاہر کر دیں گے کہ ہم صاحبِ مکتوب کو عبارتِ مذکور کے لکھنے پر اس لئے ملامت نہیں کرتے۔

---

(1)--:[مدارج النبوۃ:،تکملہ در صفاتِ کاملہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم بلسان اہل معرفت---،609/2]